دارالتبلیغ کا بارہواں رسالہ

شیعوں کا ماتم

مصنفہ

حکیم الامۃ علامۃ مفتی السید احمد صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی

باہتمام اقبال حسین پرنٹر و سید محمد پبلشر
مطبوعہ الواعظ صفدر پریس واقع ڈیوڑھی آغا میر
لکھنؤ طبع گردید

ادارۂ تبلیغ کا بارہواں رسالہ

یقین کا ثمرہ

مُصنفہ

سرکار حکیم الامۃ علامہ ہندی مجتہد العصر مدظلہ العالی

مطبوعہ الوعظ صفدر پریس فروری سنہ ۱۹۳۶ء

باسمہٖ سبحانہٗ

حسینؑ ابن علیؑ

عرب کا شاہنشاہ، عجم کا بادشاہ، اقوام عالم کا رہبر، رسول کا دلبر، شیدہ کا فرزند، انبیاء کا وارث، علی کا فرزند، اسلام کا حافظ، دین کا نگہبان، امت کا کشتی بان، یعنی حسینؑ ابن علیؑ یہ وہ ذات ہے جسپر تمدن کو فخر، اخلاق کو ناز، سیاست کو ناز، اقتصاد کو ناز، معاشرت کو ناز، انسانیت کو ناز، قومیت کو ناز، مذہب کو ناز، شجاعت کو ناز، ایثار و فداکاری کو ناز، علم و حکمت کو ناز، زہد و اتقا کو ناز، رسالت کو ناز، الوہیت کو ناز، ملکوتیت کو ناز، ہم اوس سردار جوانان اہل جنت کی سوانح عمری و تاریخ نہین لکھنے بیٹھے ہین بلکہ قوم سے ان کا تعارف اسطرح کرانا چاہتے ہین کہ امام حسینؑ کون تھے کس نسل سے تھے. کہاں زندگی کی. کہاں پیدا ہوے. کہاں قتل ہوئے. یہ باتین ہمین توریت کی روشنی مین دیکھنا ہین اور قدیم تاریخون مین ڈھونڈھنا ہے. تاکہ ذات مقدس کو ہم غیر اقوام سے تعارف کرا دین اور اسلئے ناگزیر ہے کہ اجمالاً عرب کی وجہ تسمیہ. اوسکی مختصر جغرافی حالت اور اسکے قدیم بسنے والے اقوام کا ذکر کرکے اوس شہادت کی عظمت کو بیان کرین جسکو ہمون نے ماتم کرکے اقوام عالم پر ثابت کر دیا ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

السید احمد النقوی

۱۹ر فروری ۱۹۳۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرب کی وجہ تسمیہ

عرب کی وجہ تسمیہ مین اختلاف ہے۔

۱. بعض کا قول ہے کہ عرب "عربہ" سے مشتق ہے جسکے معنی ہموار بیابان کے ہین جو صوبہ "تہامہ" کا ایک ضلع ہے۔

۲. بعض کے نزدیک "عیبر" سے مشتق ہے جسکے معنی خانہ بدوش کے ہیں اسلئے کہ سابق میں عرب خانہ بدوش تھے۔ اس صورت مین اسکا اشتقاق لفظ عبرانی سے ہے جسکی وجہ تسمیہ ہی سے ثابت ہوتا ہے۔

۳. بعض کے نزدیک یہ لفظ عبری مصدر عرب سے مشتق ہے جسکے معنی نیچے جانے کے ہیں اور اس سے وہ ملک مراد ہے جسمین "سمٹک" یعنی سام بن نوح کی اولاد کو جو کہ دریائے فرات کے کنارے پر رہتی تہی آفتاب غروب ہوتے معلوم ہوتا تھا۔

۴. بوکارٹ صاحب کے نزدیک لفظ عرب ایک فینی شین لفظ سے (جسکے معنی اناج کی بالیوں کے ہیں) مشتق ہے۔

۵. لفظ عربہ ایک عبری لفظ بھی ہے جسکے معنی بنجر زمین کے ہن اور توریت مین شام اور عرب کی حد فاصل کے طور پر بار بار بولا گیا (جیمرزانسائیکلوپیڈیا صفحہ ۴۴۴) مذکورہ معنوں مین ٹھیک یہی معلوم ہوتا ہے جو خود اس لفظ سے نکلتا ہے اور اس ملک کی طبعی بناوٹ کو ظاہر کرتا ہے۔ لفظ عربہ کے معنی وادی یا بیابان کے ہین اور وہ ایک بہت بڑا حصہ جزیرۃ العرب کا بطور بیابان ہے اور وادی کے نام سے مشہور ہے اسیوجہ سے کل جزیرے کا نام عرب ہو گیا۔ "عربہ" کا لفظ ہر قصبہ کے نام کے پہلے بطور ایک صفت لگایا جاتا تھا۔ اور اسیطرح سے "عربات" جو جمع ہے اس

جزیرہ کے ایک حصہ پر بولا جاتا تھا مراصد الاطلاع صفحہ ۲۴۵ میں بھی لکھا ہے "عربات بالتحریك جمع عربة وهي بلاد العرب"، اور اسکی تصدیق توریت استثنا باب ۳۳ آیات ا و ۸ سے ہوتی ہے۔

اس جزیرے کا نام کب سے عرب ہوا

یہ بات کہ یہ جزیرہ کب سے عرب کے نام سے مشہور ہوا ٹھیک طور پر تاریخ سے معلوم نہیں ہوتی لیکن کتاب اول ملوک باب ۱۰ آیت ۱۵ میں جہاں ملکہ سبا اور حضرت سلیمان کی ملاقات کا ذکر ہے اس ملک کو عرب کے نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ ۱۰۰۰ قبل مسیح کا ہے۔ مگر درحقیقت اس زمانہ سے بہت پہلے یہ جزیرہ اسی نام سے موسوم معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکا ذکر کتاب ملوک میں اسطرح سے ہوا ہے گویا ایک بہت مشہور و معروف ملک کا نام ہے۔

توریت استثنا باب ۱۔ آیت ۷۔ اور باب ۲۔ آیت ۸ میں بھی عربہ کا لفظ پایا جاتا ہے اسلئے یہ بات یقینی ہے کہ عرب عربی زبان کا لفظ نہیں ہے بلکہ اس زبان کے حدوث سے پہلے کا لفظ ہے جو عبرانی ہے۔

حدود العرب

عرب کے حدود ارجہ حسب ذیل ہیں۔ مغرب میں بحر احمر۔ مشرق میں خلیج فارس و خلیج عمان۔ جنوب میں بحر ہند۔ شمال کیجانب بابل اور شام سے ملی ہوئی ہے اور اسکو آبنائے سویز سے علحدہ کرتی ہے۔ یہ جزیرہ نما شمال و مغرب کیجانب کنعان سے ملا ہوا ہے جو بنی اسرائیل کا وطن ہے اور جسکو متقدمین یونان فینشیا اور زمانہ متوسط میں فلسطین یا ارض مقدس کہتے تھے اور بالفعل "سریہ" یعنی شام کے نام سے مشہور رہے۔

عرب کی جغرافیہ

عرب ایک وسیع سطح اور ویران ملک ہے جابجا چند سر سبز و شاداب اقطاع

بھی ہیں اور بعض عظیم الشان پہاڑ بھی ہیں سب سے بڑا عیب اس سرزمین میں یہ ہے کہ اسمیں کثرت سے وادیاں ہیں اور پانی نہیں ہے۔ مختلف قسم کے میوے ہوتے ہیں جیسے کھجور مختلف قسموں کے بہترین میوہ ہے اور عرب کی زندگی کا سہارا ہے۔ عرب کے گھوڑے بھی تمام دنیا میں مشہور ہیں جو درحقیقت ملک فارس سے لاکر تربیت کئے گئے تھے۔ لیکن عرب کے لئے سب سے زاید مفید جانور اونٹ ہے جو ریگستانی جہاز کا کام دیتا ہے۔ عرب ٹھیک دو حصوں پر تقسیم ہوسکتا ہے۔ ایک عرب الحجر یعنی کوہستان عرب جو خاکنائے سویز سے لیکر بحر احمر اور بحر عرب تک پھیلا ہے۔

دوسرا عرب الوادی یعنی عرب کا مشرقی حصہ۔ مگر بطلیموس نے عرب کو تین حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ عرب الحجر یعنی پتھریلا عرب۔ عرب المعمور یعنی آباد حصہ۔ عرب الوادی یعنی ریگستانی عرب۔ بطلیموس کی جغرافیہ کی بنا پر عرب الحجر کو خلیج سویز سے لیکر یمن یا عرب المعمور کی حد تک شمار کرنا چاہئے جسمیں تمام شمالی عربی حصہ شامل ہے۔ عرب المعمور میں غربی اور جنوبی کنارہ عرب الوادی میں تمام اندرونی حصہ (چیمبر انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۳۴۴)

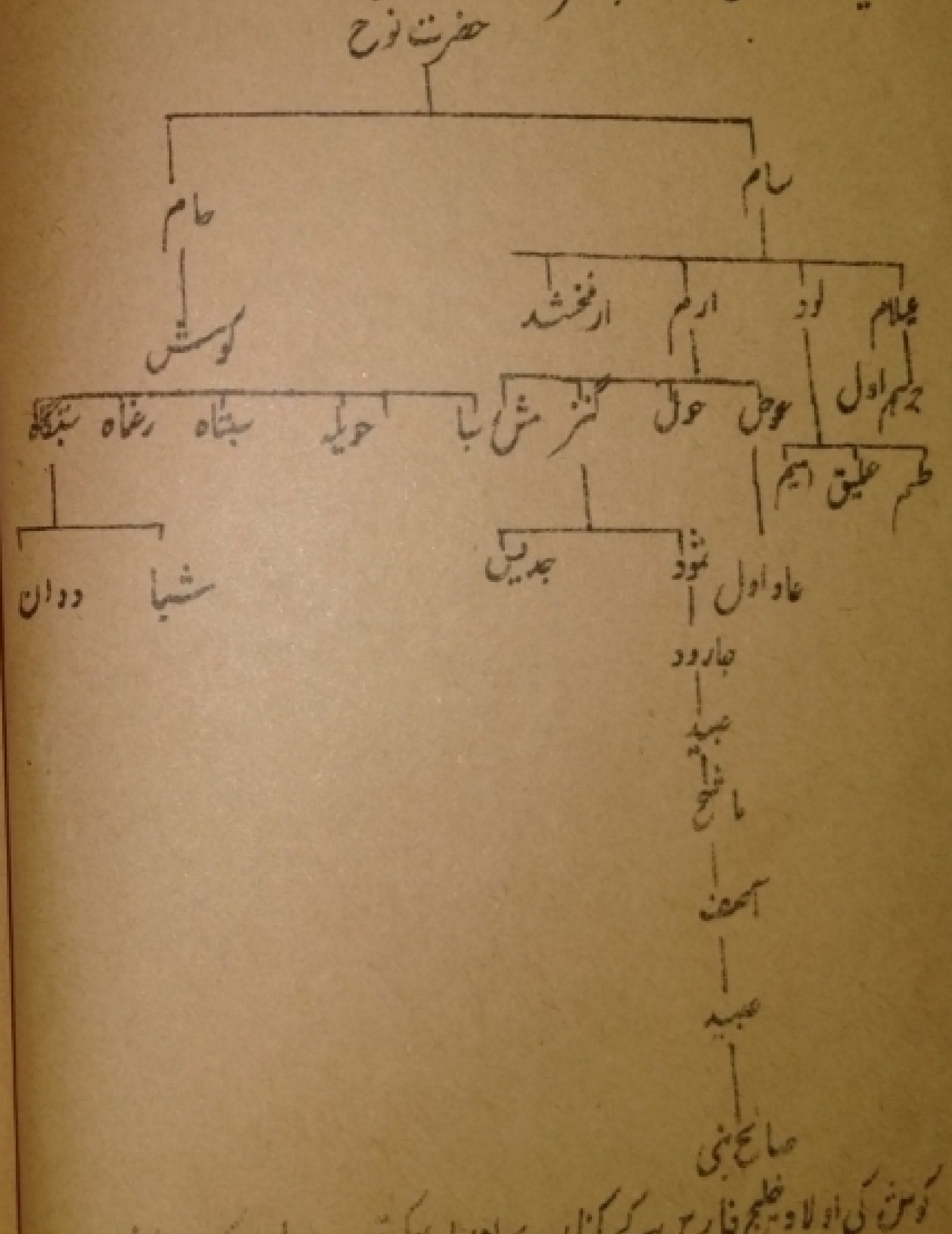
عربی جغرافیا نویسوں نے جزیرہ عرب کو پانچ حصوں پر تقسیم کیا ہے۔ تہامہ۔ حجاز۔ نجد عروض۔ یمن۔ لیکن اس خطہ کی تقسیم باعتبار اقوام قدیمہ اور اون آبادیوں کے ناموں کے اور انکے ملکی حالات اور انکے باشندوں کے اعتبار سے بے شمار حصوں پر منقسم ہے لیکن اون حصونکا ٹھیک پتہ لگانا اور انکی آباد قوموں کے زمانوں کو صحیح طور پر بتانا اور یہ بتانا کہ وہ قومیں کہاں سے آئیں اور کہاں آباد ہوئیں ایک مورخ کیلئے محالات سے ہے اور اوسکی رہنمائی اگر ہو سکتی ہے تو صرف بیبل سے جسکا بالاختصار ذکر کرینگے اور تاریخ عرب سے بھی۔

اقوام عرب

یہ بات تمام مورخین کے نزدیک مسلم ہے کہ سرزمین عرب صرف اولاد حضرت نوح سے آباد ہوئی ہے اور قدیم متوطنان عرب تین ناموں سے مشہور ہے۔ اول

عرب البائدہ یعنی صحرائی اور خانہ بدوش عرب - دوسرے عرب العاربہ یعنی قدیم عرب تیسرے عرب المستعربہ یعنی عرب میں نئی آباد ہونے والے جو زمانہ دراز گذرنے پر عرب بن گئے تھے۔

اجمالی خاکہ ان اقسام سہ گانہ کا علٰحدہ علٰحدہ ہم پیش کرتے ہین جو ایک شجرہ سے ایک کے واضح ہوگا۔ پہلے عرب بائدہ جنکا شجرہ حسب ذیل ہے۔



کوش کی اولاد خلیج فارس کے کنارے اور اسکے قرب وجوار کے میدانوں مین

آباد ہوئی جرہم کی اولاد رود فرات کے جنوبی کنارہ پر سکونت پذیر ہوئی لود کی اولاد تمام مشرقی حصہ عرب مین یمامہ سے لیکر بحرین تک اور اسکے گرد و نواح مین آباد ہوئی - عوص اور عاد - جنوب عرب حضرموت اور اسکے قرب وجوار میں آباد ہوئی جدیس عرب الوادی میں آباد ہوا اور ثمود نے عرب الحجاز اور اوس میدانمین جو وادی القرے کے نام سے مشہور ہے اور ملک شام کی جنوبی اور ملک عرب کی شمالی حد ہے آباد ہوا (ابو الفدار، معالم التنزیل بغوی، مراصد الاطلاع، مشترک یاقوت حموی، تقویم البلدان)

کچھ حصہ اولاد جناب نوح کے آباد کردہ مقامات سے تعلق نہیں ہے بجز اولاد کوش کے جس نے اوس مقام کو آباد کیا جس سرزمین کربلا واقع ہے جو اس کتاب کے ہیرو کا قتل گاہ اور مزار مقدس ہے۔ لہذا ہم تفصیل سے اسکا بیان کرینگے۔

بنی کوش مورخین نے اسکا کچھ حال نہین لکھا ہے۔ اسلئے جارج سیل اور دیگر مصنفوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اولاد کوش عرب میں آباد نہین ہوئی حالانکہ پیدائش باب ۲۔ آیت ۱۳ لغایت ۱۴ میں ہے کہ دوسری نہر کا نام جیحون ہے جو کوش کی ساری زمین کو گھیرتی ہے۔ اور تیسری نہر کا نام دجلہ ہے جو اسور کے پورب جاتی ہے اور چوتھی نہر کا نام فرات ہے۔ توریت کے اس بیان سے کوش کی آبادی کا ٹھیک مقام معلوم ہوتا ہے۔

اور نڈ فارسٹر صاحب نے بڑی جد و کد سے ثابت کیا ہے کہ بنی کوش درحقیقت عرب مین خلیج فارس کے کنارے پر آباد ہوئے تھے اور مشرقی کنارے کے مختلف شہروں کے ناموں کو بطلیموس کے ناموں سے مقابلہ کرکے بڑی کامیاب بحث کی ہے ہم خلاصہ درج ذیل کرتے ہین۔

"یہ ایک عام اور مسلم رائے ہے کہ بابل کلان، کوش نے پہلے وہ حصہ وادی القرے کا آباد کیا جو دریائے فرات کے ملحق ہے اور یہ رائے بظاہر وجوہات ذیل پر مبنی ہے ضلع مذکور کا خوزستان یعنی کوش کا اعلی وطن کے قریب واقع ہونا۔ زمانہ مابعد مین

شہر "سبی" اور قوم "سبا" کا سرحد خالدیہ پر موجود ہونا کوشی ناموں اور خاندانوں جو
"سبتاہ، راماہ، ودان" کا خلیج فارس کے کنارے مسلسل سلسلے مین واقع ہونا اور سبتکا
آخر یہ کہ اشعیاہ نبی کی کتاب کے دو مقاموں پر کوش اور سبا کا ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا
سے پایا جاتا ہے کہ "سبا، خوزستان" سے ملحق ہے "راس مسٹرم" کے قریب جسکو بطلیموس
نے "راس اسابی" لکھا ہے ہم مسٹر سیل کے نقشے شہر "کشکان" جو توریت کے کشکام
کے مرادف ہے پاتے ہیں بحر عمان کے اسی کنارے پر "عمنان" یا "عمان" اور "تما
یاسیب" اور "سوریا" شہر کے درمیان ہیں ایک ساحل پاتے ہیں جسکو "بلینی" نے "سنہ
حام" جو بالفعل عام کہلاتا ہے اور اس خاکنائی کے مقابل کے اطراف پر جو راس مسندم
مین ختم ہوتی ہے اور خلیج فارس کے دہانے کے اندر شہر اور ضلع "رغماہ" جسکو یونانی
ترجمہ توریت مین "رعمہ" اور بطلیموس نے "رغامہ" لکھا ہے پایا جاتا ہے۔

خلیج کے باہر شہر اور ضلع "دوان" "یاددانہ" کا پتہ ملتا ہے۔ اور توریت مین ددان جو
ہونے میں "رغماہ" کا ذکر ہے اور اسکیطرف منسوب کیا جاتا ہے۔ (فارسٹر صاحب
کا جغرافیائے عرب صفحہ ۳۸)

کتب مقدسہ کی تفسیر لکھنے والے نے بنی کوش کیوجہ سے تمام ملک عرب کو بنام
ارض کوش یا "اتھوپیا" کے نام سے موسوم کیا ہے مسٹر فارسٹر نے کہا ہے کہ "توریت و انجیل
کے تاریخی جغرافیا کے انگریزی ترجمہ مین لفظ اتھوپیا اور باشندگان اتھوپیا اکثر مستعمل
ہوا ہے اور انکی جگہ عبرانی توریت مین اسم معرفہ کوش واقع ہوا ہے۔ اور یہ لفظ
کوش جہانکہ بیبل مین اسطرح مستعمل ہوا ہے تو اس سے ہمیشہ ایشائی اتھوپیا یعنی عرب
مراد لیا گیا ہے نہ کہ افریقی اتھوپیا۔ چند واضح آیات بیبل سے مقابلہ کرنے سے یہ
امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے چنانچہ گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۔ مین لکھا ہے کہ "مریام اور
ہارون نے حضرت موسیٰ سے اوس اتھوپین (عبرانی مین کوش ہے) عورت کیوجہ
سے جسکے ساتھ انہوں نے شادی کی تھی گفتگو کی اسلئے کہ انہوں نے ایک اتھوپین
(عبرانی مین کوشی ہے) سے شادی کی تھی۔

اور کتاب خروج باب ۲۔ آیت ۱۵۔ اور ۲۱ سے یہ امر محقق ہے (اور حضرت موسیٰ
کے دوسرے نکاح کے فرض کرنے کیواسطے کوئی دلیل نہین ہے) کہ ایک مدیانی
عورت تھی یعنی حضرت ابراہیم کی اولاد مین بنی قطورہ کے سلسلہ مین تھی۔ اور یہ امر
بھی تحقیق ہے کہ مدیان یا مادان عرب مین بحر احمر کے کنارے پر واقع تھا۔ اس
سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی بی بی ایک عرب کی عورت تھی اور اسیوجہ
سے عبرانی لفظ کوشی کا ترجمہ لفظ اتھوپین کے ساتھ ٹھیک نہین ہوا ہے تاوقتیکہ
اس سے ایشائے اتھوپیا یا عرب مراد نہ لیا جاوے۔ کیونکہ افریقی اتھوپیا اس سے
کسیطرح مراد نہین ہے (فارسٹر صاحب کا تاریخی جغرافیا عرب صفحہ ۱۲)
مذکورہ دلیلوں سے کسیطرح سے شک نہین ہو سکتا کہ بیبل مین انگریزی ترجمہ
مین لفظ کوش کا اتھوپیا ترجمہ کیا گیا ہے وہ دو مختلف مقاموں پر مستعمل ہوا ہے۔ افریقی
اتھوپیا یعنی عرب کے ایک حصہ پر یا خود ملک عرب پر۔

قوم عاد اسی کوش کی اولاد ہے جسپر حضرت ہود نبی جسکا نام کتاب پیدائش
باب ۱۱ آیت ۱۴ مین عیبر آیا ہے مبعوث ہوئے تھے بائیسویں صدی قبل پیدائش مسیح
سے انکی قوم بالکل فنا ہو گئی۔ انکا مزار شریف وادی السلام نجف اشرف مین آجتک
زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

عاد ثانی یعنی ثمود کی قوم الحجر اور اوس میدان مین جو وادی القریٰ کہلاتا ہے۔
اور جو ملک شام کی جنوبی اور عرب کی شمالی حد بناتا ہے آباد ہوئی اس قوم پر حضرت
صالح مبعوث ہوئے تھے جنکا زمانہ ۱۹۷۰ قبل مسیح گذرا ہے یہ قوم بھی فنا کر دی گئی
انکا مزار شریف بھی قریب مزار حضرت ہود وادی السلام نجف اشرف مین واقع ہے۔
۲۲۴۴ قبل مسیح زبانون کے اختلاف کے بعد جو بابل مین مینار کی تعمیر کیوجہ سے واقع
ہوئی تھی نمرود پسر کوش ملک بابل یا اشور کا بادشاہ ہوا تھا جسکیوقتمین حضرت
ابراہیم خلیل نبی تھے یہی ٹھیک مقام کربلائے معلےٰ کا ہے۔ جو مقتل و مدفن
امام حسین علیہ السلام کا ہے۔

کربلائے معلیٰ

کربلا مملکت بابل میں ہونے کیوجہ سے قدیم الایام سے تاریخی واقعات کی وجہ سے ہمیشہ مرکز توجہ رہا ہے۔ توریت پیدائش سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک بابل کی بنیاد اولاد حضرت نوح نے ڈالی طوفان نوح علیہ السلام کے بعد اور وہیں سے اولاد حضرت نوح اختلاف زبان کیوجہ سے اقطاع عالم میں منتشر ہوئی۔

مملکت بابل ہمیشہ سے جباروں کا ملک تھا نمرود بن کوش بن حام بن نوح جو یہیں گذرا ہے جسنے سب سے پہلے بادشاہت کی بنیاد ڈالی۔ ارک، اکاد، کلنہ، سنعار اسکے ملک تھے تاریخ جبتک موجود ہے سرزمین بابل کو نہیں بھول سکتی۔ اسور، نینوہ، حبر، کلح، بڑے بڑے شہر تھے جو بعد میں مملکت بابل میں داخل ہوئے اور "نینوہ" اور کلح کے مابین سب سے بڑا مشہور شہر "رسن" آباد ہوا یسعیاہ نبی کے وقت تک بابل مملکتوں کی حشمت اور کسدیوں کی رونق و بزرگی کہلاتا تھا۔ سنحاریب شاہ اسور نے بابل میں نسروک کی پوجا سے چار دانگ عالم میں اسکو شہرت دی جو مقام نینواہ میں مقیم تھا اور اپنے بیٹوں کے ہاتھوں قتل ہوا (یسعیاہ باب ۳۷) بنوکد نصر شاہ کی تاراجی در بیت المقدس کی غارتگری کی بنا پر مملکت بابل انسانیت میں اور بھی شہرت دیگیا۔ جسکی تاراجی کی خبریں یسعیاہ نبی اور یرمیاہ نبی دیتے رہے اور بنی اسرائیل اور یہود بابل کو ڈراتے رہے اس زمانے میں کسدی قوم بابل میں آباد تھے۔ بنوکد نصر کی تاراجی بیت مقدس سے ستر سال بعد حضرت یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کے مطابق مملکت بابل ہمیشہ ہمیشہ کیواسطے برباد ہوگئی اور صحرا ہو گیا (یسعیاہ باب ۱۳)

مملکت بابل کے شہر نینوہ نے تمام مملکتوں میں ترقی اور زرخیزی کی بنا پر شہرت حاصل کر رکھی تھی یونس نبی (یوناہ) کے زمانہ میں اسکا رقبہ تین دن کی راہ تھا اور وہاں کی مردم شماری ایک لاکھ بیس ہزار نفوس سے زاید تھی (یوناہ نبی کی کتاب)

کوفہ اور حلہ اسی قدیم بابل کے مقام پر آباد ہے حلہ کے قریب قدیم بابل کے کھنڈر ابتک موجود ہیں (مراصد الاطلاع) اور عقر بابل قریب کربلائے معلیٰ نواحی کوفہ میں جو

غاضریات کے شمال غربی میں تھا اور اب ویران ہے اور بالکل دریائے فرات کے کنارے واقع تھا اسکے مقابل دوسری سمت نواویس کا مقام تھا جو عمومی قبرستان کی حیثیت رکھتا تھا۔

"طف" کے معنی کنارے نہر کے ہیں بصرہ سے ہیت تک فرات کا کنارہ "طف" کہا جاتا تھا اور فرات کی وہ شاخ جو رضوانیہ سے نکلکر کربلا کے شمالی شرقی جانب کے ریگستان سے ہوتی ہوئی ہندیہ کے اطراف سے گذرتی ہوئی ذوالکفل کے مغربی شمالی جانب سے گذر کر اس مقام سے گذرتی تھی جہانپر روضۂ حضرت ابوالفضل العباس ع ہے اور اصل دریائے فرات میں ملجاتی ہے اسکا نام نہر علقمیہ تھا اس نہر علقمہ کے کنارے کو جسپر کربلا واقع ہے "طف" کہتے ہیں چونکہ شط فرات کا واقعہ شہادت امام حسین میں بار بار ذکر آتا ہے اور اسی نسبت سے کہ نہر علقمہ نہر فرات کی ایک شاخ تھی اور فرات بھی جاتی تھی۔ اور یہ مقام قدیم الایام سے "طف" اور شط فرات کے نام سے مشہور تھا۔ یرمیاہ باب ۴۶ میں ہے رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہے۔ بائبل میں جابجا اتر کی زمین کا ذکر آیا ہے جو یروشلم کی سمت مراد لی گئی ہے اور بیشک یروشلم کی اتر کی سمت نہر فرات ہے جہان اس ذبیحہ کی خبر دی گئی ہے۔ اور یہی ٹھیک کربلا کا محل و مقام ہے جو فرات سے غربی سمت میں واقع ہے فرات کا کنارہ یرمیاہ کے زمانہ میں طف و شط فرات سے موسوم تھا جو آجتک اسی نام سے مشہور ہے۔

کربلا، نینوہ، غاضریہ، حیرہ، شط فرات، یہ سب وہ قطعات زمین ہیں جو نینوہ کے برباد ہونے پر اسی مختلف حصوں پر آباد تھے یونس نبی کی تصریح کی بنا پر نینوہ (جسکا صحیح تلفظ نینوہ ہے) کا رقبہ تین روز کی راہ بتایا گیا ہے اگر عرب کی معمولی پیادہ رفتار بیس میل قرار دیجائے تو ساٹھ میل کا رقبہ ہوتا ہے لہذا کہنا پڑیگا کہ حاجہ قریہ نینوہ ہی کے کھنڈروں پر آباد ہوئے تھے

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حایر جہان قبر امام حسین علیہ السلام ہے اسکو ملک حیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ وجہ تسمیہ میں حایر کے اس حیرہ کو کوئی مدخلیت ہے بلکہ متوکل عباسی کو ۲۳۶ھ میں نہر کاٹ کر قبر اقدس امام حسین علیہ السلام بہا دینا مقصود

تھا اور پانی اسی مقام پر رک گیا تھا اور آگے نہ بڑھا تھا اس لئے اوس مقام کا نام حائر ہوا۔

حیرہ، وہ مملکت ہے جو عرب العاربہ خاندان قحطان نے ایک بڑی سلطنت قائم کرکے ملک حیرہ آباد کیا تھا۔ اس خاندان کا پہلا بادشاہ مالک بن فہم تھا حیرہ (بکسر حا) وہ شہر تھا جو کنار بحاحمر پر زمین کوفہ میں آباد تھا قدیم زمانہ میں بحر فارس زمین کوفہ تک وسیع تھا اور اوسی کنارے پر ملک حیرہ آباد تھا اوس دریا نے بعد میں اپنا رخ پلٹ دیا اب نہ دریا کا پتہ ہے نہ حیرہ شہر کا سنہ ... میں عمرو بن عدی نے اسکی بنیاد ڈالی تھی بعض مورخین کا خیال ہے کہ اسکی تعمیر بخت نصر کے زمانہ میں ہوئی اسی حیرہ کیطرف نعمان بن امراء القیس ثانی بن عمر ملقب بمحرق بادشاہ حیرہ (ابو الفدا) منسوب ہے جو ملک بنی لخم میں سے ایک بادشاہ تھا حیرہ میں ایک قصر شاہی بنایا گیا تھا جسکا نام خورنق تھا جو ساٹھ سال میں تعمیر ہوا ایسا عظیم الشان قصر کسی بادشاہ کا نہ تھا۔ کعب بن عدی حیری بھی اسی حیرہ کا بادشاہ تھا (اخبار الدول)

غرضکہ حیرہ، نینوہ، بابل کی مملکتیں اپنی شہرت کی بنا پر واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام میں بار بار ذکر کیجاتی ہیں کربلائے معلی ان مشہور مقامات کی ایک سمت میں قطعہ زمین ہے اور اسی مملکت میں واقع ہے جو کبھی مملکت بابل کے نام سے مشہور رہا اور کبھی نینوہ کے نام سے اور کبھی حیرہ کے نام سے۔

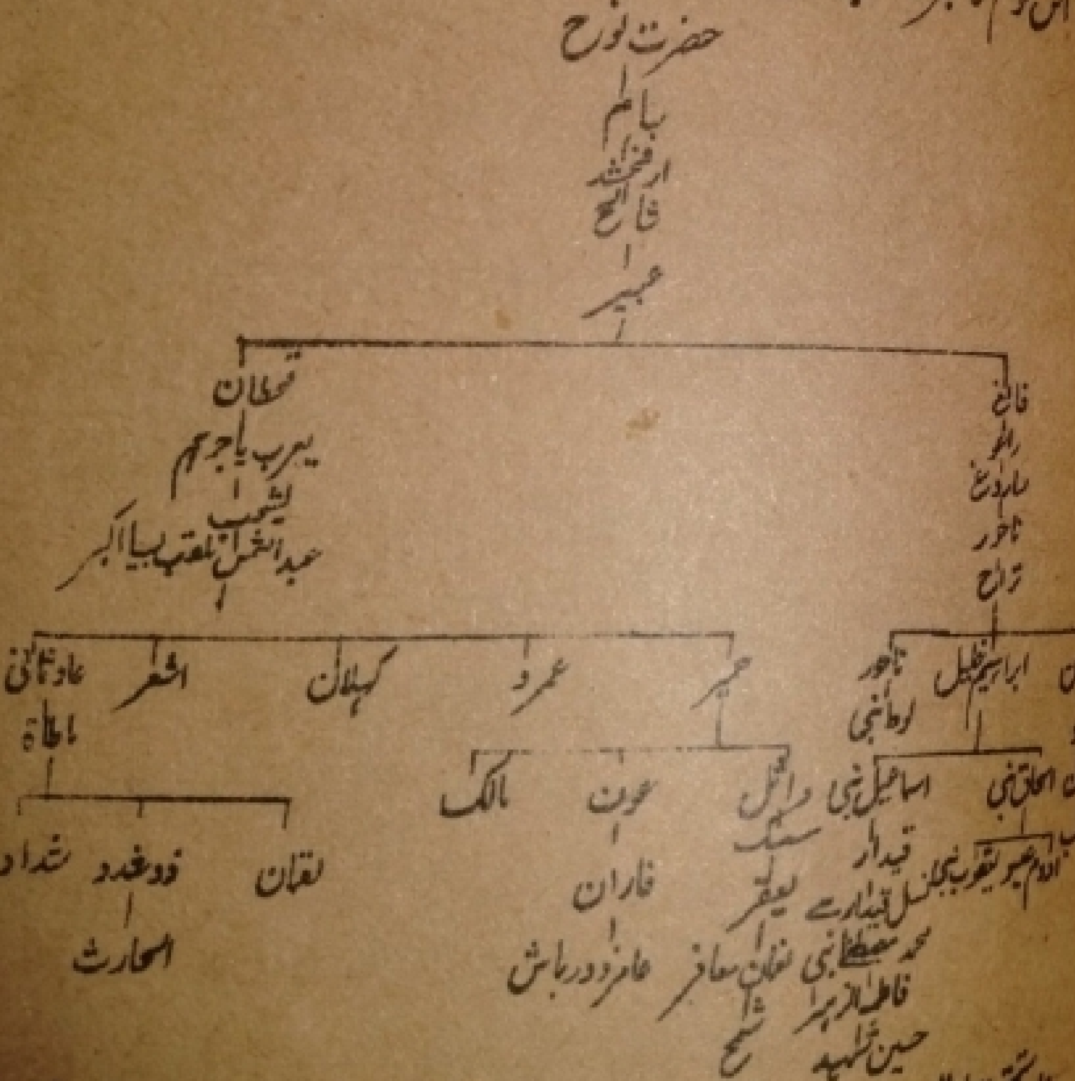
روضہ امام حسینؑ جس مقام پر واقع ہے وہ تین طرف سے ٹیلوں سے گھرا ہوا تھا جنمیں سے وہ ٹیلہ جو باب زینبیہ کیطرف اپنی بلندی کا اب بھی پتہ دیتا ہے یہ ٹیلہ تل زینبیہ کے نام سے مشہور ہے جہاں جناب زینب اپنے بھائی کی ملاقات کو بار بار آتی تھیں یہ ایک وسیع میدان تھا جہاں امام حسینؑ کو افواج ابن زیاد نے چہار طرف سے گھیر لیا تھا۔

غاضریہ قبیلہ بنی اسد کی شاخ بنی غاضرہ کیطرف منسوب ہے اور اسی قبیلہ کی جائے سکونت کا نام ہے امام حسین علیہ السلام نے ساٹھ ہزار درم کو زمین کربلا اسی قبیلہ سے خریدی تھی اور اسی قبیلہ نے تیسرے دن شہادت کے بعد لاشہائے شہداء کو دفن کیا تھا (لہوف ابن طاؤس) اس سے معلوم ہوا کہ وقت شہادت امام حسین زمین کربلا ملک قبیلہ بنی اسد کی تھی۔

غرضکہ مذکورہ کل نام اوس وسیع سیدانین میں ہیں جہاں نینوہ آباد تھا بعد میں مختلف قطعات زمین مختلف ناموں سے مشہور ہو گئے حقیقتاً سب ایک ہی تھے یہی وجہ ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام اس زمین پر وارد ہوئے اور اپنے ساتھیوں نے نام اوس زمین کا پوچھا تو کسی نے نینوہ کہا۔ کسی نے غاضریہ کہا۔ کسی نے کربلا کہا۔

دوسری قوم عرب عاربہ ہے

اس قوم کا شجرہ حسب ذیل ہے



بنا بر تحقیق بطلیموس یقطان کا نام عرب میں موجود ہے جو عربوں کے قحطان اصل

کے قحطان کے بالکل مشابہ ہے اور ایک ہی شخص کے تینوں نام ہین (جغرافیا روز...
سربرق ہرومط) اونکی اولاد کی آبادی کا مقام توریت کی بنا پر میشا سے لیکر...
تک جو شرق مین ایک پہاڑی ہے چلا جاتا ہے۔

شربرق ہرومط کے نزدیک میشا اور موزہ " یقطانی قوم با کا خلیج عرب کے دہانہ پر ایک بندرگاہ
ایک ہی مقام ہے اور سفارہ سے جبل یعنی پہاڑی حصہ مین کا جہانکے بقول بطلیموس...
اور قوم "دسفاریہ" آبادتہی مراد ہے اس قطعہ زمین کی وسعت قریب ڈیڑہ سو میل کی تہی...
کے تیرہ بیٹے تھے۔ الموداد سلف حضرماوت ترح جسکا نام جرہم اور یعرب بھی ہے ہدورام "اوزال"...
عوبال ابیمائیل شبا اوفر حویلا اور یوباب یہ سب کے سب مع اپنے خاندانوں کے یمن سے...
تک حضرموت صنعا اور حجاز کے گرد و نواح مین آباد ہوئے اور عرب مین دیکھو تفصیل کتاب بطلیموس
جغرافیا و... فارسٹر ایوکاک (ابوالفدا) توریت)

بنا بر تصریح اسٹریبو۔ اور جارج سیل۔ اور جمہور مورخین نے یترح کی اولاد مین یعرب و جرہم
کو قرار دیا ہے اور یہ لوگ وہ تھے جنکی خاندانی تاریخی واقعات سے عرب کی سرزمین بھی...
ہے جو ترقی ان خاندانوں نے حاصل کی وہ تاریخ عرب مین فراموش نہین ہو سکتین اور
تعلق ہماری کتاب کے بیرونی سے جی ہوا اسلئے ناگزیر ہو کہ ہم مختصر بحث کرین جرہم یا یعرب متعدد اشخاص تھے یا ایک ہی
شخص کے نام ہین (ابوالفدا) کے اس موضوع پر دو متضاد قول ہین ایک مقام پر تو وہ جرہم اور یعرب
دونوں کو دو شخص بتاتا ہے اور دوسرے مقام پر جہان مختلف شعبوں کا ذکر کرتا
ہے تو تنہا جرہم کو مورث اعلی تمام اقوام کا بتاتا ہے۔ لیکن اوس موضوع مین...
صاحب کی محققانہ تحقیق فیصلہ کن ہے وہ جرہم و یعرب کو ایک ہی شخص بتاتے ہین وہ
لکھتے ہین کہ مترجموں نے اس نام کو جرح لکھا ہے اور سینٹ جروم نے "جبر"
اور حال کے عربون نے "جرح" اور "سرح" اور "زہران" لکھا ہے اور جو شہادت کہ خود
عرب نے جرہم کو جرہم پسر یقطان کیساتھ مطابقت کرنے مین زمانہ دراز سے دیتے
آئے ہین اوسکی تصدیق و تصحیح کتاب بطلیموس مین غیر متبدل توریتی نام کے واقع ہونے
سے ہو گئی ہے اور یہ ایک ایسی مثال ہے جسکا ہمکو بار بار حوالہ دینا پڑا ہے یعنے

بطلیوس کے اس جملہ کا۔ انیولا جراچیوری۔ جسکا ترجمہ ہے۔ جزیرہ یعنے جرہ۔ جو اس حصہ
حجاز کے کنارے کے دور ایک جزیرہ ہے۔
اس بیان سے واضح ہوا کہ "یعرب، یاجرہ، یاجرہم" ایک ہی شخص کا نام ہے۔
قحطان سب سے پہلے عرب کا بادشاہ ہے جسنے ملک یمن آباد کیا اور پایہ تخت
اپنا بنایا اسکے مرنے کے بعد جرہم یا یعرب بادشاہ ہوا جسکی مملکت یمن اور حجاز مین
اسکے بعد یشجب بادشاہ ہوا اور اسکے بعد عبدالشمس جو سلطنت سبا کا بانی ہوا اور شہر مارب
بنایا اسکے بعد اوسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسکے بعد وائل بادشاہ ہوا۔ اور عوف نے حجاز
ونجد کے مابین کیمن پر آباد کیا اور اسکے بعد سکسک بادشاہ ہوا اسکے بعد یعفر اسکا جانشین
ہوا۔ فاران بن عوف اپنے باپ کے پڑوس مین وادی غیرذی زرع مین جہان مکہ معظمہ
ہے آباد ہوا (ابوالفدا)

مکہ معظمہ اور فاران

فاران کا اطلاق صرف اوس وسیع شمالی بیابان ہی پر نہین ہوتا
ہے جو قادیش تک چلا گیا ہے بلکہ ان پہاڑوں ہی کے نام
کیوجہ سے اوس وسیع میدان کو فاران کہتے ہین۔ تمام مشرقی مورخ اور نیز وہ لوگ
جو قدیم روایتوں کے معتقد ہین امر توریت صاف صاف بتاتے ہین کہ اوسی قطعہ زمین کا نام
فاران تہا۔

ابوالفدا کا بیان ہے کہ فاران عوف کا بیٹا تہا اور اسکا لاطینی ترجمہ ۱۸۳۱ء کا مطبوعہ
جسکا نام "ابوالفدا ہسٹوریا انیٹی اسلام کا رلیس" جسکا ترجمہ "ہنریکس ار ستوبیس فلیچر"
تہا لفظ فاران کو اصل کتاب کے صفحہ ۱۴۸ مین "ماران" بے نقطہ کے لکھا ہے کچھ بھی ہو
لیکن بجز فاران اور کچھ ہو ہی نہین سکتا اسلئے کہ لاطینی ترجمہ مین اسکو "باران" لکھا ہے جو کہ
یہودی "پاران" کہتے ہین اور عرب "پ" کو "ب" سے بدل دیتے ہین لہذا اصل (ابوالفدا)
مین "پاران" ہی تہا اور نقطہ زیرین غلطی سے رہ گیا ہے جس مقام پر عوف نے قیام کیا تہا
وہ مقام اور پہاڑ عوف ہی کے نام سے شہرت پذیر ہو گیا یعفر بن سکسک پر اوسکے چچازاد
... حملہ کیا اور غالب آیا لیکن نعمان بن یعفر نے لڑکر اوسکو نکالدیا

اور ملک واپس لیا عامر پھر حجاز واپس گیا تطبیق زمانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یعفر بن فاران اور حضرت ابراہیم کی تاریخ ولادت قریب قریب ہے یعنی سنہ ۱۶۹۶ قبل مسیح۔ اوس پچھلے زمانے کے پینتالیس سال بعد حضرت ابراہیم مقام "اور" جو قوم کالڈی سے متعلق تھا حاران کو جو عراق وعرب مین واقع ہے بلانے گئے تھے اور جیسا کہ حدیث مین ہے کربلا کی سمت سے گذر ہوا اور خدا سے واقعہ کربلا کو سنکر آپ مغموم وآبدیدہ ہوئے (منتخب شیخ طریحی) یہ زمانہ سنہ ۱۹۲۱ قبل مسیح کا تطبیق واقعات سے معلوم ہوتا ہے۔

نعمان کے بعد اوسکا بیٹا شمح بادشاہ ہوا جسپر شداد نے حملہ کیا اور شمح کو جلاوطن کرکے اسکا ملک یمن چھین لیا غالبا یہ واقعہ سنہ ۱۹۱۲ قبل مسیح کا ہے۔

اسکے بعد حضرموت کے خاندان کا الحارث الرائش نے ایک عرصہ دراز کے بعد یمن پر قبضہ کیا یہ الحارث الرائش قیس بن صیفی بن سبا اصغر کا جو حمیر کی اولاد سے ہے بیٹا تھا اور تقریبا سات پشت کے بعد اسکو موقع ملا کہ یمن وحضرموت کی سلطنتوں کو باہم ملا دیئے اسیوجہ سے اسکا نام تبع اول ہوا۔

یہی مکہ معظمہ جسکو توریت نے فاران کہا ہے رسول زادے حسینؑ شہید کی شہادت کے سفر کی منزلوں مین سے ایک اہم منزل تھی اور اسی وادی غیر ذی ذرع مین مدینہ منورہ مولد اور وطن امام حسین کا تھا۔ اور بنا بر اس مختصر تاریخ عرب عاربہ حسینؑ علیہ السلام سردار قوم عرب عاربہ اور وارث مکہ ومدینہ وفاران تھا۔

تیسری قوم عرب مستعربہ

یعنے پردیسی عرب یہ سبکے سب ایک نسل سے تزح بن ناحور کی ہین اور پانچ شاخونمین منقسم ہین (دیکھو شجرہ نسب عرب عاربہ)

ایک بنی اسماعیل (پیدایش باب ۱۰ و ۱۶)

دوسرے بنی قطورہ یعنے جناب خلیل اللہ کی اولاد قطورہ کے سلسلہ سے (پیدایش باب ۱۱ و ۲۵)

تیسرے ادومی یعنی بنی عیسو (پیدایش باب ۱۲ و ۲۵)

چوتھے ناحوری یعنی اولاد برادر حضرت ابراہیم (پیدایش باب ۱۱)

پانچوین حارانی یعنی اولاد مواب وعمان (پیدایش باب ۱۱ و ۱۹)

ہماری بحث کا تعلق اولاد جناب اسماعیل سے ہے لہذا ہم اسکو بیان کرینگے۔

فاران کی مفصل بحث

جناب ہاجرہ اور سارہ ازواج حضرت ابراہیم مین نااتفاقی کیوجہ سے حضرت ابراہیم نے ہاجرہ اور انکے فرزند کو ملک شام سے جدا کیا اور جناب اسمعیل بڑے ہوئے اور بیابان مین سکونت پذیر ہوئے (پیدایش باب ۲۱۔ آیت ۲۰) اور اسمعیل نے بیابان مین سکونت اختیار کی (پیدایش باب ۲۱۔ آیت ۲۱) تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ اولاد حضرت اسمعیل عرب سے باہر نہین گئی لہذا توریت کے بیان کے مطابق اور ملکی روایات کی بناپر وہ فاران عرب ہی کا فاران ہے جہاں مکہ معظمہ ہے اگرچہ مشرقی جغرافیہ نویسون نے فاران تین مقامونکا نام بتایا ہے اول وہ بیابان اور پہاڑ جہاں مکہ معظمہ ہے دوسرے وہ پہاڑ اور گانون جو مشرقی حصہ مصر کا ہے۔ تیسرے ایک ضلع سمرقند کے نواح مین ہے (مراصد الاطلاع، معجم البلدان یاقوت حموی، نزہت المشتاق شریف ادریسی)

عربی ترجمہ سامری توریت مین جسکو آرکونی اٹن نے سنہ ۱۸۵۱ء مین بمقام "لگڈنی بٹاورم" چھاپا تھا اسکے الفاظ یہ ہین "وسکن فی بریۃ فران (الحجاز) واخذت لہ امہ امرأۃ من ارض مصر" حجاز کو بریکٹ مین لکھنے سے صاف واضح ہے کہ فاران اور حجاز ایک ہی مقام ہے۔

لیکن اکثر مورخین مسیحی فاران کو حجاز مین نہین بتاتے محض اس غرض سے کہ نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق توریت کی صاف وصریح بشارتوں سے انکار ہوسکے مورخین مسیحی مثل ریورنڈ فارسٹر کتوز سائیکلوپیڈیا آف بائبل، ہیلیز بائبل ڈکشنری وغیرہ وغیرہ کے تمام بیانات کی رد میں تو بہت طوالت ہے مختصر ہم اپنی تائید مین چند توریت کے حوالجات پر اکتفا کرتے ہین جسے صاف واضح ہوجائیگا کہ فاران

وہی مقام ہے جو حجاز مین ہے اور یہین حضرت اسماعیل آباد ہوئے۔ فاران پسر عوف کی اولاد بنی فاران کے نام سے مشہور تھی حضرت موسیٰ کے زمانہ کے بعد کسی وقت مین بنو والوں اور قرب و جوار کے جھگڑوں کیوجہ سے شمالی و شرقی سمت چلے گئے ہوں اور سینا کی مغربی جانب مشرقی مصر مین قیام کیا ہو جہاں پر اوسے نام سے قوم فاران کا کوئی قصبہ آباد ہو گیا ہو جسکا ذکر روبر صاحب اور مشرقی مورخوں نے کیا ہے مگر حضرت موسیٰ کیوقت مین اسکا کہین وجود نہ تھا اور کوئی شک نہین ہے کہ یہ فاران سینا کا اپنے ہمنام بیابان یا پہاڑ سے جسکا ذکر توریت مین ہے بالکل علیحدہ ہے اسلئے کہ وہ تمام سفر جو حضرت موسیٰ نے مصر سے سینا تک کیا اوس سفر مین فاران کا کوئی ذکر نہین ہے۔ سینا سے بنی اسرائیل کا سفر شمال مشرقی سمت مین تھا اوس سفر کے متعلق گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۲ مین لکھا ہے بنی اسرائیل نے بیابان سینا سے کوچ کیا اور ابر باران کے درمیان ٹھیرا ۱۱ حضرت موسیٰ نے اوس سفر مین پہلی منزل اسی مقام پر کی جسکا نام تبعیرہ تھا (گنتی باب ۱۱۔ آیت ۳) پھر وہان سے حصیروت کو کوچ کیا (گنتی باب ۱۲۔ آیت ۳۴ و ۳۵) اور یہاں سے بیابان باران مین داخل ہوئے (گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۲) یہ باران وہی جگہ ہے جہاں ابر کا ٹھہرنا بیان کیا گیا ہے لہذا حضرت موسیٰ کا کوچ خواہ شمالی اور مشرقی سمت مین تھا یعنی قادیش کی طرف (گنتی باب ۱۳۔ آیت ۲۶) اور اس بنا پر کہنا پڑیگا کہ وہ فاران جسکا ذکر حضرت موسیٰ نے کیا ہے وہ سینا کے مغرب کیطرف نہین قرار پاتا بس بہ آسانی ماننا پڑیگا وہ فاران جسکو روبر صاحب نے بیان کیا ہے وہ حضرت موسیٰ کے زمانہ مین موجود ہی نہ تھا۔ درحقیقت فاران وہ ہے جسکی شمالی سرحد قادیش اور مغربی حد صحرائے وسن اور خلیج عرب واقع ہے۔

جبکہ حضرت موسیٰ سینا سے روانہ ہوئے تو ابر قادیش کے نزدیک فاران مین ٹھیرا (گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۲) حضرت موسیٰ تبعیرہ، قبروں، ہتاوہ، اور حصیروت ہوکر فاران آئے جو قادیش کے نواح مین ہے اس جگہ سے انہوں نے ایلچی روانہ کئے جو واپسی کیوقت اول قادیش پہونچے اسکے بعد فاران مین یہ ایک صاف و سادہ بیان ہے جس سے حضرت موسیٰ کے فاران کے سفر کا معمہ حل ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فاران

اور سینا بیشک دو بیابان تھے اور ایک ہی مقام کا نام تھا اور ان دونوں جگہوں کے خلط ملط سے عیسائی مورخ ہرگز فائدہ نہین اٹھا سکتے توریت کو جھٹلاتا ہے دیکھو ذیل کے شہادات کو۔

(۱) بنی اسرائیل دشت سینا سے اپنے اپنے سفروں مین چلے اور بدلی دشت فاران مین جا ٹھہری (گنتی باب ۱۰۔ آیت ۱۲) دشت سینا اور دشت فاران صاف دو مقام اور مغایر بیابان ہے۔

(۲) موسیٰ نبی نے خدا کے ارشاد کے مطابق دشت فاران سے کنعان کی سرزمین پر جاسوس بھیجے (گنتی باب ۱۳) صاف واضح ہے کہ سرزمین کنعان اور دشت فاران علیحدہ علیحدہ دو مقام ہین۔

(۳) خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے اونپر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا (استثنا باب ۳۳۔ آیت ۲)

(۴) خدا تیما سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا سلاہ۔ اوسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اوسکی حمد سے معمور ہوئی (حبقوق باب ۳۔ آیت ۳)

(۵) اور مدیان سے نکلے اور فاران مین آئے اور فاران سے لوگ ساتھ لیکر مصر مین شاہ فرعون کے پاس گئے (ملوک کی پہلی باب ۱۱۔ آیت ۱۸)

وہ لوگ جو فاران کو سینا سے متحد کئے دیتے ہین ذرا توریت کے بیانات کی تعمیم جغرافیا سے تطبیق کرین تو انکو معلوم ہو کہ فاران کو سینا سے کوئی لگاؤ نہ تھا قادیش اور فاران بھی دو علیحدہ علیحدہ مقام تھے جنکو مسیحی مورخوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے بشارات کے مٹانے کے لئے توریت کی جغرافی اور تاریخی حالت کو بھی برباد کر دیا اور قادیش و فاران کو بھی ایک کر دیا حالانکہ موسیٰ نبی کے حال مین ہے اور حوریون کو انکے کوہ سعیر مین ایل فاران تک بیابان کے کنارے پر ہے مارا اور وے پھر کے عین مصفات یعنی قادس مین آئے (پیدایش باب ۱۴۔ آیت ۶) مذکورہ صریح شہادتونکے بعد فاران کا مقام بلاشک معین ہو جاتا ہے جو مکہ معظمہ اور ارض حجاز ہے۔

آبادی اولادِ حضرت اسماعیل

مزید تصدیق کیلئے یہ امر بھی کافی ہے کہ ا[ولاد] جناب اسماعیل بلا اختلاف ارض حجاز مین آبا[د] ہوئی۔

حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ بنایوث، قیدار، ادبیل، مبسام، مشماع، دوماہ، مساحدد، تیما، نافیش، قیدماہ، (گنتی پہلی۔ باب ۲۔ آیت ۲۹۔۳۰۔۳۱-)

ہم تاریخ عرب لکھنے نہین بیٹھے ہین مگر اس بات پر مجبور ہین کہ چند اولاد اسماعیل کے متعلق بتاوین کہ وہ کہانپر آباد ہوئے تاکہ فاران کا ٹھیک پتہ معلوم ہونے مین مزید اطمینان ہو اور آئندہ کے مباحث مین سہولت ہو۔

بنایوث۔ شمالی مغرب کے حصہ مین عرب کے آباد ہوئے نقشہ مرتبہ روورنڈ کا مسٹر ڈبلیو ایم اے۔ مین اس قوم کا آباد کردہ مقام مابین ۲۸ و ۳۰ درجہ عرض البلد شمالی اور ۳۶ و ۳۸ درجہ طول بلد شرقی مین واقع ہے۔ روورنڈ فارسٹر صاحب لکھتے ہین کہ یہ قوم عرب کے وسط سے لیکر مشرق کیجانب وادی القرے کے اندر تک اور جنوب کیطرف منتہائے خلیج عیلام اور حدود حجاز تک پھیلی تھی۔ (اسٹرابو) اس سے بھی زائد حدود کو وسعت دیتا ہے وہ دو مقامون کا ذکر کرتا ہے جو خلیج عرب پر واقع ہین اونکی مملکت کی وسعت جنوبی اور غربی سمت مین مدینہ کی عرض بلد پر منتہی ہوتی ہے اور یہ دو شہر بندرگاہ حور یعنی بندرگاہ سفید جو ینبوع کے شمال مین ہے اور خود بندرگاہ ینبوع ہے۔ روورنڈ فارسٹر لکھتے ہین کہ اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قوم صرف پتھریلی بیابان عرب ہی مین بلکہ صوبجات حجاز و نجد تک پھیلی ہوئی تھی۔

قیدار۔ بنی نبت کی جنوب کیطرف گیا اور حجاز مین آباد ہوا۔ زبور اور کتاب اشعیاہ یرمیاہ حزقیل وغیرہ مین اسی قوم کی عظمت و شوکت کی بیشمار شہادتین ہین اور انہین کی نسل طیب سے حضرت خاتم النبین پیدا ہوئے۔ روورنڈ فارسٹر نے لکھا ہے کہ اشعیا نبی کے کلام سے (قیدار کی ساری بھیڑین میرے پاس جمع ہونگی یشعیاہ باب ۶۰ آیت) یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قیدار کی آبادی اس آخر حصہ ملک (بنایوث) مین تلاش کرنی

چاہیے اور اسکی تصدیق اسی نبی کے دوسرے کلام سے کرنی چاہیے یعنی ارض قیدار کے بیان سے جسکو ہر شخص جو جغرافیائے عرب سے واقف ہو پہچان لیگا کہ اوس قطعہ حجاز کا نہایت صحیح بیان ہے جسمین مشہور شہر مکہ اور مدینہ واقع ہین جس شخص کو زیادہ ثبوت اس شہادت کا درکار ہو تو اسکو حجاز کا جدید جغرافیہ معاینہ کرنا چاہیے جہان ینبوع کے قریب شہر الحضیرہ اور نبت جو اسمائے معرفتہ قیدار اور بنایوث کی باقاعدہ عربی شکلین ہین اور جو آجتک چلی آتی ہین یہانتک تو ہمکو قیدار کے آثار جغرافیہ قدیم کی استعانت سے دریافت ہوئے ہین۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ یونانی اور رومی ان عربی روایتون سے کتنا اتفاق رکھتے ہین۔ کیونکہ محققین یورپ کی رائے مین عربی روایتون کی غیر موید شہادتین کیسی ہی قابل اعتراض اور مشکوک کیون نہ ہون مگر منصفانہ بحث کے مسلم قواعد کے رو سے انکا قطعی اتفاق تواریخ دینی اور دنیوی سے انکار کرنا صریحاً غیر ممکن ہے۔ خود عربون کے یہان زمانہ نامعلوم سے یہ روایت چلی آتی ہے کہ قیدار اور انکی اولاد ابتدا حجاز مین آباد ہوئی تھی اور انکی اولاد مین ہونے کا باتخصیص قوم قریش جو مکہ کے والی اور کعبہ کے محافظ تھے ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے اور خود محمد مصطفے صلعم نے قرآن مین اپنی قوم کی ریاست اور اعزازی دعوون کی اسی بنا پر تائید کی ہے کہ اسمٰعیل کی اولاد مین قیدار کے سلسلہ سے تھے۔ ایسی قومی روایت کا اعتبار جیسے کہ یہ ہے تاریخی روایت کے پایہ کو پہنچ جاتی ہے جبکہ اوسکی تائید ایک طرف کتب مقدسہ کے اون بیانات سے ہوتی ہے جنسے قیدار کا اسی حصہ جزیرہ نما مین ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری جانب ارایانوس، بطلیوس، پلینی اکبر کے زمانوں مین ملک حجاز مین قوم کیدری اورانی، کدرون تائی، یا کدتی، کی موجودگی غیر مشتبہ اور ناقابل اشتباہ امر ہے اوسکی تصدیق ہوتی ہے (جغرافیا تاریخی جلد اول صفحہ ۲۴۸)

اشعیا نبی کے بیان اور نیز قومی اور ملکی روایات سے ثابت ہوگیا کہ قیدار کا مسکن حجاز ہے جسمین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ بھی شامل ہے اور زائد اسکا ثبوت حال کی جغرافیا

مین شہر الحذر اور نبت سے پایا جاتا ہے جو دراصل القیدار اور نبایاث ہین اور اہل عرب کی یہ روایت کہ قیدار اور انکی اولاد حجاز مین آباد ہوئی اوسکی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ عہد عتیق مین قیدار کا مسکن عرب کے اسی حصہ مین یعنی حجاز مین بیان ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ یورپس بطلیموس یعنی اعظم کے زمانون مین یہ قومین حجاز کی باختہ تین گدری یعنے قیداری، دری یعنی مخفف قیدری اور گدرہ یعنی قیداری، گدرنی یعنی قیدری چنانچہ اسکا ذکر ہسٹری جغرافیہ جلد اول ۲۴۷ مین مندرج ہے جس سے بخوبی واضح ہوا کہ قیدار حجاز مین آباد تھے اور ندکانزی پی کاری نے اپنے نقشہ مین قیدار کی آبادی کا نشان ۲۶ و ۲۷ درجہ عرض شمالی اور ۲۷ و ۲۸ درجہ طول شرقی کے درمیان لگایا ہے۔ اس کل بیان سے فاران کا مقام بالکل معین ہوجاتا ہے اس لئے حضرت اسمٰعیل اور انکی نسلین یہین آباد ہوئین تہین اور سینا کا فاران عیسائیون کی من گھڑت رہ گیا۔

تعمیر خانہ کعبہ

خانہ کعبہ کی تعمیر مکہ معظمہ اور حجاز مین بلاشبہ فرید ثبوت ہے اس امر کا کہ حضرت اسماعیل حجاز مین رہے اور حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل نے ملکر اوسکی تعمیر کی قرآن مجید مین مذکور ہے واذ یرفع ابراهیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم (جب حضرت اسماعیل و حضرت ابراہیم نے اس گھر کی بنیاد ڈالی تو انہون نے دعا کی اے پروردگار اس گھر کی تعمیر کو ہمسے قبول فرما بیشک تو اس دعا کو سنتا ہے اور دلی نیت کو جانتا ہے۔

اس قرآنی شہادت کے علاوہ ملک کے نہایت قدیم روایات جنکو عرب کے تمام قومین بغیر کسی شبہ و اختلاف کے پشت در پشت مانتے چلے آئے ہین اوس سے ثابت ہے کہ کعبہ کو حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل ہی نے بنایا تھا جسکی تصدیق مورخ گبن نے بھی کی ہے وہ کہتے ہین کہ کعبہ کی صحیح قدامت سنہ عیسوی سے پہلے سے ہے ساحل بحر احمر کے ذکر مین ڈیوڈورس مورخ یونانی نے تھیموت اور سبین کے بیابان مین ایک مشہور معبد (کعبہ) کا ذکر کیا ہے جسکے اعلےٰ درجہ کے تقدس کی تمام اہل عرب تعظیم کرتے تھے۔

اصل مقصد جب یہ ثابت ہو گیا کہ مکہ معظمہ فاران کے پہاڑ یا بیابان ہین اور حضرت

اسمٰعیل کی نسل سے آباد ہوے خصوص قیدار جنکی اولاد سے نبی آخرالزمان ہین اور خانہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم و اسماعیل نے کی تھی تو اب ہم ٹھیک ٹھیک اوس بشارت کو جو حضرت موسیٰ اور حضرت حبقوق نبی نے نبی آخرالزمان کیلئے کی ہے بخوبی ثابت کرسکتے ہین۔

(۱) حضرت موسیٰ کی بشارت یہ ہے کہ خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اور اوس کے ہاتھ مین شریعت روشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا (توریت استثنا باب ۳۳ ۔ آیت ۲)

(۲) خدا تیمان سے اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے آیا سلاہ اوسکی شوکت سے آسمان چھپ گیا ستایش سے زمین بھر گئی (حبقوق باب ۳ ۔ آیت ۳)

اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آنے والا فاران سے شریعت لیکر بجز محمد مصطفےٰ صلعم کوئی اور ہوسکتا ہے تیمان بن اسماعیل کی عزت اور فاران کا قدوس وہ کون ہے کس نبی کو نسل تیمان سے ہونے سے تعلق ہے بجز نبی آخرالزمان۔

اکتوبر ۱۸۶۹ء کے کوارٹرلی ریویو مین اسلام پر ایک نہایت مستند عالم یہودی کا آرٹیکل چھپا تھا اوسکی صفحہ ۲۹۹ مین درج ہے کہ اسکیفر نے اون خاص آیتون کی جن مین سینا اور سعیر اور فاران کی بشارت ہے اسطرح پر تشریح کی ہے کہ خدا سینا سے نکلا یعنی عبرانی مین شریعت دی یعنی توریت اور "سعیر سے چمکا" یعنی یونانی زبان مین شریعت دی (جس سے مراد انجیل ہے اور مسلمان کل عیسائیون کو رومی کہتے ہین) اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا اور اس کے ہاتھ مین شریعت روشن تھی یعنی عربی زبان مین شریعت دی گئی (جس سے قرآن مجید مراد ہے) قرآن نے جابجا اپنی اس صفت کو دہرایا ہے کہ وہ کتاب عربی و روشن و ظاہر ہے (کتاب عربی مبین)

یہ نبی قیدار کا سردار اولاد حضرت اسماعیل کا سرتاج فاران کا قدوس روشن شریعت کا حامل آسمانون کا جمال "لولاك لما خلقت الافلاك" کا مصداق اپنی ستایش سے زمین کو بھر دینے والا محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ (روحی له الفداء) ہے انہین کا فرزند مکہ کا شاہزادہ نسل اسماعیل کا سلالہ علیؑ و فاطمہؑ کا لاڈلا خانہ کعبہ کا واحد متولی و وارث حسین علیہ السلام تھا

جو اس کتاب کا ہیرو ہے جسکی شہادت پر نبیون نے ماتم کیا اور قیامت تک جسپر قوم ماتم کرینگی۔

عرب کا شاہزادہ حسین علیہ السلام

حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل بسبب بانی خانہ کعبہ ہونے کے مالک تھے ان کے بعد انہین کی نسل مین تولیت کعبہ بھی منحصر رہی اور مدت کے لئے دوسرے بھی قابض رہے لیکن جناب قصی سے تولیت مستقل بنی ہاشم مین رہی جناب عبدالمطلب سے حضرت ابوطالب کو تولیت ملی اسلئے ریاست و سرداری عرب کی حضرت ابوطالب کے ہاتھ مین تھی اور اون کے بعد اون کے وارث و جانشین حضرت علی مرتضے تھے اگر حضرت رسولخدا نبی نہ ہوتے اور امیر المومنین اون جناب کی اطاعت نہ کرتے تو عرب کا بادشاہ حضرت علی کے سوا دوسرا نہ تھا جیسا کہ جناب خلیفہ ثانی عمر تولیت خانۂ کعبہ سے معزولی کی برابر دہمکی دیا کرتے تھے۔ حضرت علی کا وارث اور خود رسول کا وارث بجز اون کے فرزند حسینؑ کے اور کون تھا متولی کعبہ اور سلطان عرب صرف امام حسینؑ ہی تھے۔

حسینی شان

یون تو تاریخ عالم مین کرورون افراد بے دردی سے قتل ہوئے لیکن حسین کی شہادت کو تمام مقتولون مین شان کی حیثیت سے جو تفوق حاصل تھا وہ ہمارے بیان سے قدیم تاریخی واقعات کی روشنی مین ثابت ہوگیا۔

(۱) نسل اسماعیل کے تمام خصوصیات و مناصب کا وہ مالک تھا۔

(۲) کوہ فاران کے قدوس کا فرزند تھا۔

(۳) خانہ کعبہ کا متولی تھا۔

(۴) آخری روشن شریعت کا حافظ و نگہبان و وارث تھا۔

(۵) دعوت ابراہیم خلیل کا رکن اعظم تھا۔ دیکھو توریت مین خدائی وعدے کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پورا ہو کر رہا۔

"اور اسماعیل کے حق مین مینے تیری سنی دیکھ مین اسے برکت دونگا اور اوسے برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑھاؤنگا اور اوس سے بارہ سردار پیدا ہونگے اور مین اوسے

بڑی قوم بناؤنگا (پیدایش باب ۱۷۔ آیت ۲۰) اور خدا کے فرشتے نے ہاجرہ کو پکارا اور اوس نے کہا کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اوس لڑکے کی آواز جہان وہ پڑا ہے سنی اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اوسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ مین اوسے بڑی قوم بناؤنگا (پیدایش باب ۲۱۔ آیت ۱۸)

آیت مذکورہ مین خدا کا جناب ابراہیم سے وعدہ اور خدا کے فرشتے کا حضرت ہاجرہ سے براہ راست باتین کرنا اور بارہ سردار اون کو اونکی نسل سے پیدا ہونیکی بشارت اور بڑی قوم بنانے کی بشارت اور حضرت اسماعیل کو برکت دینے کی بشارت یہ سب واضح اور بین دلیل ہے کہ نسل جناب اسماعیل سے بارہ روحانی پیشوا پیدا ہونگے۔

کیا اوس سے حضرت اسماعیل کے بارہ فرزند مراد ہین؟ ہرگز نہین اسلئے کہ برکت کا استعمال جسطرح سے حضرت اسحاق سے ہوا ہے "تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہون تو مت ڈر تیرے ساتھ ہون تجھکو برکت دونگا (پیدایش باب ۲۶۔ آیت ۲۴) اوسی طرح سے اونہین لفظون مین حضرت اسماعیل سے بھی وعدہ ہے تمام عیسائیون کا اتفاق ہے کہ حضرت اسحاق سے برکت کا وعدہ روحانی برکت یعنی نبوت سے ہے لہذا اوسیطرح سے حضرت اسماعیل سے بھی روحانی برکت اور نبوت کا وعدہ ہے یہ بارہ سردار اوسیطرح سے نبی ہونگے اور روحانی سردار ہونگے جیسے حضرت اسحاق روحانی سردار و نبی تھے حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹون مین ایک بھی نبی نہ تھا لہذا اونکے بارہ بیٹے اس سے مراد نہین ہوسکتے بلکہ وہ بارہ سردار نسل جناب اسماعیل سے بارہ امام حضرت خاتم النبیین کے وصی و جانشین تھے اگر ایسا نہین ہے تو کوئی بتادے نسل جناب اسماعیل مین وہ بارہ سردار کون گذرے تھے۔

دیکھو انجیل مین بھی یہ اصطلاح سرداری موجود ہے جس سے مراد حضرت عیسیٰ کو لیا ہے "اے بیت لحم یہوداہ کے علاقہ تو یہوداہ کے حاکموں مین ہرگز سب سے چھوٹا نہین کیونکہ تجھ سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی

ریگادستی باب ۲۔ آیت ۶) پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی بارہ سرداروں سے مراد بارہ امام نسل جناب اسماعیل سے نہ لیں اور اوس کی تائید قرآن مجید سے بھی ہوتی ہے۔ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین۔ خدا نے حضرت ابراہیم سے فرمایا کہ میں تمکو لوگوں کا امام بناؤنگا ابراہیم نے عرض کی اور میری ذریت کو بھی امام بنا۔ ارشاد ہوا کہ میرے عہد امامت کو ظالم نہ پاوے گا۔

جناب رسولخدا نے فرمایا تھا کہ حضرت ابراہیم میرے اور علیؑ کے حق میں مستجاب ہوئی ہم میں سے کسی نے کبھی بتونکو سجدہ نہیں کیا خدا نے مجھکو نبی بنایا اور علیؑ کو وصی میرا قرار دیا (مناقب ابن مغازلی، تفسیر واحدی)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ بشارت کا تعلق بارہ اماموں سے ہے اور توریت و حدیث و قرآن نے جنکی خبر دی ہے وہ نسل خلیل جلیل و اولاد حضرت اسماعیل ہیں یعنے حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں انہیں بارہ سرداروں میں سردار امامت حسینؑ شہید ہے جن پر انبیاء و مرسلین نے ماتم کیا اور نوحہ و بکا کیا۔

امام حسینؑ کا ماتم

ہمکو توریت و انجیل و زبور کی تحریف ہونے کی بحث اٹھانا منظور نہیں ہے ورنہ سہولت سے معلوم ہو جاتا کہ نبیوں کی بزم میں حسین شہید کی صف ماتم کہاں کہاں بچھی تھی اور یہ کیسی بزرگ ہستی تھی جسکو توریت و زبور و انجیل نے اتنی اہمیت دی کہ بار بار اونکا ذکر ان کتابوں میں آیا ہے۔ اس بحث کو ترک کرتے ہوئے موجودہ بائبل بھی واقعہ شہادت سے بھری پڑی ہے اور نبیوں کی آنکھیں حسین کے غم میں گریاں نظر آ رہی ہیں۔

چونکہ توریت کے بشارات چیستان اور معمہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور کوئی صاف صاف بشارت نہیں ہے اور اوسی ڈھنگ پر یہ بشارت امام حسین علیہ السلام

کے اور کچھ ہو نہیں سکتا۔

حضرت نوح کا ماتم

جب کشتی حضرت نوح کوہ اراراط پر بعد طوفان ٹھہری اور سنعار کے ملک میں بابل کی بنیاد ڈالی گئی (توریت باب ۸ آیت ۱۱) تو کشتی طوفانی ہو گئی تھی اور خداوند کریم نے حضرت نوح کو خبر قتل امام حسین علیہ السلام دی تھی جناب نوح اس خبر کو سنکر غمگین ہوئے اور قاتلان امام حسینؑ پر لعنت فرمائی (منتخب فخری طریحی) یہ واقعہ ہر چند کہ توریت میں نہیں ہے لیکن کشتی جناب نوح کا کربلا میں آنا اور اوسکا طوفانی ہونا تاریخی حیثیت سے مستبعد نہ رہا۔

حضرت ابراہیم کا ماتم

حضرت ابراہیم مقام اور جو کالڈی قوم کا تھا، حاران میں جو عراق عرب میں ہے تشریف لیگئے تھے (پیدایش باب ۱۱ آیت ۳۱) اس توریت کی شہادت کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کا کربلا سے متعلق ہونا درست ثابت ہوا۔ اب حدیث بتاتی ہے کہ جب کربلا کی سرزمین پر آپ پہونچے گھوڑے سے گر کر لغزش ہوئی آپ گر پڑے اور سر پھٹ گیا اوسوقت خداوند کریم نے شہادت امام حسین علیہ السلام کی آپکو خبر دی آپ مغموم و محزون ہوئے اور یزید پر لعنت فرمائی (منتخب فخری طریحی)

حضرت موسیٰ کا ماتم

اور اوس ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ مقدس جماعت مجلس ہوگی اور تم اپنی جانوں کو دکھ دو اور کچھ کام نہ کرنا (گنتی باب ۲۹ آیت ۷) اور یہ تمہارے لئے قانون دائمی ہوگا کہ ساتویں مہینہ کی دسویں تاریخ میں ہر ایک خواہ وہ تمہارے دیس کا خواہ پردیسی جو تم میں بود و باش رکھتا ہے اپنی جان کو دکھ دے اور کسی طرح کا کام نہ کرے (احبار باب ۱۶ آیت ۲۹)

پھر خدا نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا ساتویں مہینہ میں بھی اور اسکے دسویں روز کفارہ دینے کا دن ہوگا تمہاری مقدس جماعت ہوگی تم اوس دن اپنی جانوں کو دکھ دو اور خداوند کے لئے آگ سے قربانی گذرانو۔ تم اوس دن کوئی کام نہ کرنا کیونکہ وہ کفارہ کا دن ہوگا کہ تم خداوند اپنے خدا کے آگے اپنے لئے کفارہ دو جو کوئی اوس

ین اوس دن مین غمگین نہ ہو جاویگا وہ اپنی قوم سے کٹ جاویگا اور جو انسان عین
اوس دن مین کوئی کام کریگا مین اوس انسان کو اوسکی قوم مین سے فنا کر دونگا تم کسیطرح کا
کام مت کرو یہ تمہارے سارے گھرون مین تمہارے قرنون کے لئے قانون ابدی ہوگا یہ
تمہارے لیے سبت آرام کرنے کیلئے ہوگا تم آپکو غمگین بنائیو تم اوس مہینہ کے نوین
دن کی شام سے دوسری شام تک اپنے آرام کا وقت مان لیجیو (توریت احبار باب ۲۳
آیت ۲۷ لغایت ۳۲)

مذکورہ واضح بشارتوں کا مصداق بجز روز عاشورہ محرم اور کیا ہو سکتا ہے اور
ساتوین مہینہ کی دسوین روز غمگین رہنا اور دنیاوی ہر کام کی ممانعت اور ابد تک اس
پر ہنانے کی ہدایت اور مخالفت پر قومیت سے اخراج۔ نوین دن کی شام سے دوسری
شام تک یعنی شب یازدہم تک اور اوسکے کفارے کا دن ہونا بیشک یہ ایک بڑے
کفارے کی خبر ہے جو ٹھیک اسی دن کربلا کے میدان مین سنہ ۶۱ھ مین واقع ہوئی۔
یہود کا ساتوان مہینہ ہے جو تشرین عربی کے محرم سنہ ۶۱ھ سے مطابق تھا اسکو انگریزی
مین ستمبر کہتے ہین جبکہ آفتاب برج میزان مین ہوتا ہے جسطرح سے شمسی و قمری مہینون کی
تاریخین مطابق ہوتی رہتی ہین اسیطرح سے موسوی اور اسلامی تاریخین بھی مطابق ہوجایا
کرتی ہین۔ چنانچہ تاریخ طبری مطبوعہ مصر سے واضح ہے کہ یکم محرم الحرام سنہ ۶۱ھ مطابق
یکم تشرین سنہ ۶۸۰ء ہے۔ اور یعقوبی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ یکم محرم سنہ ۶۱ھ کو ماہ
تشرین کی پہلی تاریخ تھی بعض منجمون ٹھہرو مین اوس دن آفتاب برج میزان مین ساڑھے
سترہ درجہ پر اور چاند برج دلو کی بیسوین منزل پر تھا اور محرم سنہ ۶۱ھ سے ماہ تشرین
کی تاریخین مطابق ہو گئی تھین۔

لفظ عاشورا کی تحقیق

اس مہینہ کی دسوین تاریخ یہود روزہ رکھنا فرض سمجھتے تو
اوس روزے کا نام کپور تھا اور اوسی کا معرب عاشورہ
ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ عشورا اصل لغت ہے اور آشورہ کا معرب ہے۔ کربلا چونکہ
زمین آشورہ پر واقع ہے اور اسی سرزمین پر قتل امام حسین ہوا لہذا اوس واقعہ کی یاد

اوس سرزمین کے نام سے منائے جانے کے لئے عشورا بنایا گیا اوس سے عاشورہ ہوگیا
لیکن بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ عاشورا معرب نہیں ہے عربی ہے مادہ اوسکا عشر ہے
(فقہ اللغتہ ثعالبی مزہر اللغتہ سیوطی) اور تمام مورخین اور فقہا و اہل لغت نے فریقین کے
اتفاق کیا ہے کہ قتل سید الشہدا دہم محرم کو ہوا اور روز عاشورہ دہم محرم ہی کا نام ہے
اور تاسوعا نہم محرم کی ہے توریت کی تعلیم کی بنا پر تاسوعا اور عاشورا دونون غم و اندوہ
کے لئے معین کئے گئے ہین۔ لیکن صحیح بخاری جو بعد قرآن اہلسنت کے لئے اصح کتاب
ہے اوسمین کسی مصلحت سے ابن عباس کی روایت نقل کی ہے کہ عاشورا نوین محرم
ہے اور تاسوعا آٹھوین محرم ہے۔ لیکن اسی کتاب کی دوسری روایت خود اوس کی
تکذیب کرتی ہے اوسمین ہے "انہ صیام یوم عاشورہ فقیل لہ ان الیہود
والنصاری تعظمہ فقال علیہ السلام فاذا کان العام المقبل صمنا التاسع"
اور یہ صاف دلیل ہے کہ روز عاشورہ دسوان دن ہے اور لفظ تاسوعا بھی قرائین
عربیت کی بنا پر نوین ہے۔ لیکن قول جوہری کا کہ لفظ عاشورہ مولد ہے یہ صرف
اسلئے کہا ہے کہ عظمت عاشورہ کو گھٹایا جائے حالانکہ مولد وہ لفظ ہوتی ہے جسے جدید
ہو اور متاخرین نے اوسکا استعمال کیا ہو اور سابق مین اوسکا وجود نہ ہو حالانکہ
لفظ عاشورا اور تاسوعا حضرت موسی کی احبار اور گنتی مین موجود ہے اور یہود
تک کا احترام کرنا صحیح بخاری کی روایت سے واضح ہوتا ہے۔
لفظ عاشورا مین چند لغتین ہین۔ عاشورا، عاشوراء، بمد و قصر اور عشورا
عشوراء، عاشور، (قاموس) یہ ابد تک رہنے والا غم توریت کا بتایا ہوا اور
کفارے کا دن آنے والے نبیون نے سب نے منایا ہے۔
توریت کے ساتوین مہینہ کی دسوین تاریخ کو یوم غم ہونا صحیح بخاری کی حدیث
سے بھی معلوم ہوا کہ دہم محرم تھا اور مزید تائید اوسکی اسطرح سے بھی ہوتی ہے کہ کشتی
جناب نوح بموجب بیان توریت سترہوین تاریخ کوہ ارارات پر ٹھہری تھی (پیدائش
باب ۸ آیت ۴) اور شیخ طوسی رحمہ اللہ نے کتاب تہذیب الاحکام مین حدیث

بحار الانوار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے عن ابی جعفر قال
لزقت السفینة یوم عاشوراء علی الجودی فامر نوح و من معه من
الجن والانس ان یصوموا ذلک الیوم۔ اگرچہ کثیر الانوار تبری ہے اور ضعیف
ہے اور خبر واحد بھی ہے اور روایت عامہ کے مطابق ہے اور شیخ صدوق رحمۃ
کی خبر امالی و علل الشرائع میں اسکی معارض ہے اور بعض اشاروں میں ذی الحجہ قرار دی
ہے جب سفینہ نوح کوہ جودی پر ٹھیرا۔ باوجود سب باتوں کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ روایت
بحار الانوار میں نہیں کہ کشتی کوہ جودی پر پورے طور پر ٹک گئی تھی بلکہ لفظ لزقت
کے معنی یہ ہیں قال لسان والقاموس اللغة۔ ای الصق والتصق۔ جیسے یہ معنی ہوئے
کہ کشتی کو پہاڑ سے الصاق ہوا اور تحت سفینہ کو چوٹی سے پہاڑ کے اتصال ہوا جسکو
حدیث منتخب شیخ طریحی نے بھی بتایا ہے کہ کشتی نوح کو موجوں نے ٹھیرا اور غرق ہونے
کا خوف ہوا جبھی خدا کی وحی ہوئی اور قتل امام حسین کی خبر دی گئی لہذا اضافات نہ ہوئی
شاہدوں میں ذکر ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کوہ جودی پر ٹھیری ہو لیکن کشتی کے نیچے کا پانی
ایک دم خشک نہ ہوتا اور پانی زمین پر سے رفتہ رفتہ گھٹتا جاتا تھا اور ڈیڑھ سو دن
کے بعد کم ہوا اور ساتویں مہینہ کی سترہویں تاریخ کو اراراط کے پہاڑوں پر کشتی پورے
طور پر ٹک گئی اور پانی دسویں مہینہ تک گھٹتا جاتا تھا اور دسویں مہینہ کی پہلی تاریخ کو پہاڑوں
کی چوٹیاں نظر آئیں (پیدائش باب ۸۔ آیت ۴ و ۵) لہذا ممکن ہے کہ دسویں محرم کو کسی
طرح سے پانی کی کشتی ٹکرائی ہو جو کشتی کے نیچے اور جودی کے اوپر موجزن تھا اگرچہ
بعض شاہدوں میں ذکر ہو کہ کشتی جودی پر ٹکی لیکن اوسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ اوس کے
نیچے سے پانی بالکل دور ہو گیا تھا کشتی ابھی چھوٹی سے پہاڑ پر ٹکی جیسے کم پانی میں بڑی
کشتی زمین سے لگ جاتی ہے لیکن پانی اوسے گھیرے رہتا ہے۔

یسعیاہ نبی کا ماتم

عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کاٹو
گے اے ددانیوں کے قافلو پانی لیکر پیاسے کا استقبال کرو
اے تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لیکے بھاگنے والے کے ملنے کو آؤ کیونکہ

سے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی
شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ سے یوں فرمایا ہنوز ایک برس ہاں مزدور
کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیر اندازوں
کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ کم ہو جاوینگے کہ خداوند کریم اسرائیل کے
خدا نے یوں فرمایا (یسعیاہ باب ۲۱۔ آیت ۱۳ لغایت ۱۷) تیما بن اسماعیل اور ددانیوں لوگوں
ہو کے پیاسے کے استقبال کا حکم ہے جو مدینہ سے جنگ و پیکار اور تلواروں کی زون
سے جان بچاتا ہوا نکلا اور مدینہ و کعبہ کی حرمت بچانے کے خیال سے قطع دشت و بیابان
طے کرتا ہوا ارض بابل کربلا میں گردن کٹا کر سویا قیدار کی حشمت صدیوں پہلے جا چکی
تھی اور اوسکی پچھلی دولت و ثروت قوت و سطوت باقی نہ رہی تھی ایمان اتحاد اور
ملت کے آئین و اصول فراموش ہو چکے تھے ورنہ فاران کی روشن شریعت کی تکمیل
کرنے میں خود نبی قیدار کو دشواریاں نہ ہوتیں باہمی اختلافات بغض و عداوت کی تخم
پاشی جنگجوئی جہالت و خاندانی عداوتوں اور انتقامی جذبات کا اس طرح سے مظاہرہ ہوتا
تاکہ رسول خدا کی سچی تعلیم کو چھوڑ کر تمام قبائل پھر گمراہ ہوتے اور فرزند رسول کا اس
بے دردی سے خون بہا دیا جاتا۔

یسعیاہ نبی کا دوسرا ماتم

پر آخری زمانوں میں غیر قوموں کے جلیل میں دریا کی سمت
یردن کے پار بزرگی دی۔ اون لوگوں نے جو تاریکی میں
چلتے تھے بڑی روشنی دیکھی اور اونپر جو موت کے ملک اور سایہ میں رہتے تھے نور
چمکا (یسعیاہ باب ۹۔ آیت ۱ و ۲) متی نے صرف اتنی سی بات پر کہ حضرت عیسی جلیل
کے کنارے فرات پر ٹھیرے تھے مذکورہ بشارت کو حضرت عیسی سے چسپاں کر دیا
(متی باب ۴۔ آیت ۱۴ لغایت ۱۶) اگر مان لیں کہ متی کی شہادت صحیح ہے اور یسعیاہ
کی پیشگوئی مسیح سے متعلق ہے تب بھی موت کا ملک یسعیاہ نے کیوں کہا یسوع کو نہ
وہاں صلیب دی گئی نہ مارا گیا وہ تو صلیب کے بعد پھر زندہ ہو کر جلیل کو آیا (متی باب ۲۸
آیت ۱۰) پھر وہ کون ایسی جلیل القدر ہستی موت کے گھاٹ اس زمین میں اتری جسکا

ہے اس کو موت کا ملک کہا گیا یہ وہی موت عظیم ہے جسکو اسلامی مورخوں نے ... ہے کہ جب جناب عیسیٰ کربلا پہونچے تو ایک شیر نے آکر راستہ روکا اور شہادت امام ... کی خبر دی آپنے قاتلان امام حسین ؑ پر لعنت کی (منتخب شیخ طریحی)

یرمیاہ نبی کا ماتم

کیونکہ خدا رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین مین دریائے فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہوا (یرمیاہ باب ۴۶۔ آیت ۱۰) امام حسین ... کے سوا اور کون ذبیحہ فرات کے کنارے گذرا جو اس قابل ہو کہ الہامی کتاب مین اوس کا ذکر ہو۔

حبقوق نبی کا ماتم

تو اپنی قوم کو رہائی دینے کے لئے ہان اپنے ممسوح کو رہائی دینے کے لئے نکل چلا تو بنیاد کو ننگا کرکے گردن تک شریر کے گہر کے سر کو کچل ڈالتا ہے سلاہ تو نے اس کے سرداروں مین سے جو عالی ... کا تہا اوسکے بہالوں سے مار ڈالا۔ وے مجھے پراگندہ کرنے کو آندہی کیطرح نکل آئے اونکا فخر یہ تہا کہ مسکینون کو ہم چپکے نگل جاوین (حبقوق باب ۳۔ آیت ۱۳ و ۱۴) خدا کے ممسوح بندے کو اموی گرفت سے آزاد کرنے کیواسطے خدا کی مشیت ہوئی کہ اوسکے نانا کے کلمہ گو اوس عالی درجہ امام کو بہالون سے قتل کرین یزیدیونکا قصد یہ تہا کہ خاموشی سے حسین ؑ ایسی برگزیدہ خاموش ہستی کو چپکے سے نگل جاوین اور دنیا بیخبر رہے اور جب چاہتے آل رسول کا خاتمہ کردین لیکن خدا نے شریرون کی شرارت کو بے نقاب کردیا اور بہت جلد اونکو ایسا کچلا کہ بنی امیہ کا پتہ تک نہ رہا اور ابد الاباد تک کے لئے اموی نسل کا خاتمہ ہو گیا۔

صفنیاہ نبی کا ماتم

تم خداوند یہوواہ کے حضور چپکے رہو کیونکہ خداوند کا دن نزدیک ہے اس لئے کہ خداوند نے ذبیحہ کی تیاری کی ہے اور جنہے انہین بلایا اونہین مخصوص کیا ہے اور خداوند کے ذبیحہ کے دن مین ایسا ہو گا کہ مین امیرون کو اور بادشاہزادون کو اور سبہون کو جتنے کہ اجنبی پوشاک پہنتے ہین سزا دونگا (صفنیاہ باب ۱۔ آیت ۷ و ۸) خدا نے جس ذبیحہ کی تیاری کی

ہے اور جو ذبح کے لئے مخصوص بلایا گیا ہے وہی خدا کی راہ مین ذبح ہوگا دوسرا اوسکا عوض نہین ہو سکتا اوس ذبیحہ کے بعد اوس کے قاتل اور اون کے سب گہرانے اور نسلین اور اونکے ساتھی غیر قومین خدا کی بارگاہ سے نکالے گئے

ذکریاہ نبی کا ماتم

تب رب الافواج کا کلام مجھے پہنچا اور اوس نے کہا کہ مملکت کے سارے لوگون سے اور کاہنون سے کہہ کہ جب تم لوگون نے پانچوین اور ساتوین مہینہ مین اون ستر برس تک روزہ رکھا اور ماتم کیا کبھی میرے لئے ہان میرے لئے روزہ رکہا تہا اور جب تم نے کہایا اور پیا تو کیا تم نے اپنے لئے نہ کہایا اور پیا۔ کیا یہ وے باتین نہین جو خدا نے اگلے نبیون کی معرفت پکار پکار کر کہین جبوقت کہ یروشلم آباد اور آسودہ حال تہا اور اوسکے گردا گرد کے شہر ویسے ہی تہے جبوقت لوگ دکہن کی سرزمین اور میدانون مین سکونت کرتے تہے (ذکریاہ باب ۷۔ آیت ۴ لغایتہ ۷) ساتوین مہنہ کی دسوین تاریخ عاشورہ کا دن یہ وہی روزہ اور ماتم ہے جسکو کتاب احبار باب ۲۳ مین حضرت موسیٰ نبی نے ابدالاباد بطور یادگار حسینی قائم رکہنے کا حکم دیا تہا اور اون کے بعد آنے والے نبیون نے بہی حکم دیا وہ روزہ اور اوسکا افطار خدا کو فائدہ رسان نہ تہا بلکہ ماتم کرنے والے اور حسین ؑ کے سوگ نشینون کے فائدے کیلئے ہے۔

حضرت عیسیٰ کا ماتم

جو غالب آوے اوسے اپنے ساتھ تخت پر بٹھاؤنگا جسطرح مین غالب آکر اپنے باپ کے ساتھ اوسکے تخت پر بیٹھ گیا جسکے کان ہون وہ سنین کہ روح کلیسیاؤن سے کیا کہتی ہے۔ (مکاشفہ باب ۳) بتاؤ دنیا مین حضرت مسیح کے برابر اونکے تخت پر بیٹھنے والی وہ کون ہستی ہوسکتی ہے جو مثل مسیح ظاہری مغلوبیت کے بعد حقیقی اور واقعی غلبہ حاصل کرچکی ہو وہ افضل ترین خلائق امام حسین علیہ السلام ہین جنکو یزیدیوں سے بظاہر مغلوبیت اور حقیقی فتح حاصل ہوئی۔

یوحنا حواری کا ماتم

یہ وہی زیتون کے دو درخت ہین اور دو چراغدان

جو زمین کے خداوند کے سامنے کھڑے ہین اور اگر کوئی اونکو ضرر پہونچاوے
تو اونکے منہ سے آگ نکلکر اونکے دشمنون کو کھا جاتی ہے اور اگر کوئی اونکو ضرر
پہونچانا چاہے گا وہ ضرور اسیطرح سے مارا جاوے گا اونکو اختیار ہے کہ آسمانکو
بند کردین تاکہ اونکی نبوت کے زمانے مین پانی نہ برسے اور پانیون پر اختیار ہے کہ
انہین خون بنادین اور جتنی مرتبہ چاہین زمین پر ہر طرحکی آفت لادین جب
وہ اپنی گواہی دے چکینگے تو وہ حیوان اتھاہ گڑھے سے نکلیگا اونسے لڑکر اونپر غالب
آویگا اور انکو مار ڈالیگا اور اونکی لاشین اس بڑے شہر کے بازار مین پڑی رہینگی
جو روحانی اعتبار سے صدوم و مصر کہلاتا ہے جہان اونکا خداوند بھی مصلوب ہوا
تھا اور امتون اور قبیلون اور اہل زبان اور قومون سے لوگ اونکی لاشون
کو ساڑھے تین دن تک دیکھتے رہین گے اور اونکی لاشون کو قبر مین نہ رکھنے
دینگے اور زمین کے رہنے والے اونکے مرنے سے خوشی مناوینگے اور شادیانے
بجاوین گے اور آپسمین تحفے بھیجین گے (مکاشفہ باب ۱۱۔ آیت ۴ تا ۱۰)
یوحنا حواری کے مکاشفہ کی ہر لفظ پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ یہ کون بزرگ
ہستیان ہین۔

(۱) شجرہ مبارکہ زیتونیہ ابراہیمیہ کے دو درخت اور مشکوۃ مقدسہ قرآنیہ کے
دو چراغدان فرزندان رسول امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے سوا اور کون
ہے کوئی منصف عیسائی نہین بتا سکتا کہ اون فضائل وخصائص کا حامل جو مکاشفہ
مین مذکور ہے عالم مین حضرت عیسیٰ کے بعد کون پیدا ہوا جنکو قرآن مجید نے
بھی چراغون سے تشبیہ دی ہے اور نسل ابراہیمی سے بتایا ہے "اللہ نور
السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ
الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ" (سورہ
نور) یعنی خدا آسمانون زمینون کا نور ہے مثال اوسکے نور کی چراغدان کی ہے
جسمین چراغ ہو چراغ شیشے کی قندیل مین ہو اور وہ قندیل چمکدار ستارے کیطرح

درخشندہ ہو جو درخت بابرکت زیتون سے روشن کیا گیا ہو۔ اس آیت شریفہ مین مصباح
سے مراد حسن و حسین علیہما السلام ہین اور شجرہ مبارکہ زیتونیہ سے مراد حضرت ابراہیم خلیل اللہ
ہین اور اسی شجرہ طیبہ کے دو پودے حسنؑ و حسینؑ ہین (مناقب ابن مغازلی، مناقب فاخرہ علامہ
ابن بابویہ، تفسیر علی بن ابراہیم قمی، تفسیر ابن ماہیار، اختصاص شیخ مفید، مجمع البیان طبرسی،
تفسیر صافی، تفسیر برہان)

(۲) اون دونون زیتونی درختون کو مخلوق پر قدرت و اختیار و تصرف ہر طرحکا حاصل
ہوگا جسکو مکاشفہ نے بیان کیا اور رسول خدا نے اپنے اہلبیت کے بارے مین ظاہر
فرمائی۔ "اہل بیتی امان لاہل الارض کما ان النجوم امان لاہل السماء"
(مسند احمد بن حنبل، فرائد السمطین حموینی) یعنی میرے اہلبیت زمین والون کیلئے
باعث امان ہین جسطرحسے ستارے باعث امان ہین اہالیان آسمان کیلئے اور ابن
بابویہ قمی نے امالی مین دو حدیثین نقل فرمائی ہین تتمہ روایت مین بیان فرمایا
امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہین بنا ینزل الغیث وبنا تنشر الرحمۃ
وتخرج برکات الارض۔ ہماری برکت سے پانی برستا ہے اور رحمت
خدا پھیلتی ہے اور زمین کی برکتین نکلتی ہین۔ ہماری وجہ سے بارش ہوتی
ہے اور ہماری وجہ سے رحمت الٰہی منتشر ہو کر عالم کو گھیر لیتی ہے اور زمین
کے جملہ برکات کا ظہور ہماری وجہ سے ہوتا ہے، انہین عام اختیارات
و برکات کو مکاشفہ نے خاص اختیارات کو ذکر کرکے بیان کیا ہے۔

(۳) ان مقتولون کو مکاشفہ مین نبی اور گواہ کہا گیا ہے جس سے روحانی سرداری اور
خلافت حقہ امام حسنؑ و امام حسینؑ علیہما السلام کا کافی ثبوت ہے ورنہ بتاؤ جناب
عیسیٰ کے بعد وہ دو بزرگ ہستیان مقتولون کی عالم مین کون ہین جو صفات
مذکورہ مکاشفہ کی حامل ہون بجز فرزندان رسول کے اور قرآن مجید نے بھی
ان کو گواہ اور شاہد فرمایا ہے "افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد
منہ" (سورہ ہود) یعنی اور جو اپنے خدا کیطرف سے روشن دلیل پر ہو اور اوسکے

پیچھے پیچھے اونہین مین کا ایک گواہ ہوا۔ مینہ سے مراد رسولخدا اور شاہد سے مراد علی مرتضیٰ ہین (مناقب خوارزمی، فراید السمطین حموینی، شرح ابن ابی الحدید) لیکن تفسیر عیاشی مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا۔ الشاهد منه امیر المومنین علیه السلام ثم اوصیائه واحد بعد واحد" شاہد امیر المومنین علیہ السلام ہین اور اونکے بعد اونکے اوصیاء یکے بعد دیگرے۔ اور اوسی کی تصدیق مکاشفہ نے کی ہے۔ تمام نصاریٰ کو ماننا پڑیگا کہ بعد حضرت عیسیٰ عالم مین کوئی ہستی اون صفات و اختیارات سے موصوف نہ تھی جکا مکاشفہ مین ذکر ہے۔ بجز فرزندان رسول کے

(۴) دمشق کے درندہ خصلت جانور کے ہاتھ سے ایک فرزند رسول زہر دغا سے قتل ہوا اور ناناکی قبر مین دفن نہ ہونے پایا دوسرا بے گوروکفن جلتی زمین پر کربلا کی تین دن پیاسا رہ کے تین دن دفن نہ ہونے پایا اور بنی امیہ نے ان شہیدان راہ خدا کی شہادت پر خوشیان منائین اور تحفہ اور ہدیہ ایک دوسرے کو بھیجے رہے۔

(۵) بڑے شہر مین لاشونکا پڑا رہنا وہ بجز کربلا اور کوئی مقام نہ تھا نینوا کو جہان کربلا واقع ہے توریت نے اوسکو بڑا شہر کہا ہے۔ "اور خداوند کا کلام یوناہ بن امتی کو پہنچا اور اوسنے کہا کہ اٹھ اوس بڑے شہر نینوا کو جا (یوناہ نبی کی کتاب باب ۱۔ آیت ۲)

(۶) وہ شہر روحانی اعتبار سے صدوم و مصر کہلاتا ہے۔ زمین کربلا کی روحانی بزرگی شہادت امام حسین اور قبر مطہر سے اوس زمین سے کم نہین یوحنا حواری کی نظر مین جو مسیح کے مصلوب ہونے کی جگہ ہے۔

(۷) قاتلون کو بھی اسیطرح سزا دی گئی جسطرح انہون نے شہید و نیز ظلم کیا تھا۔ امام زہری ناقل ہین کہ امام حسین کے قاتلون مین کوئی نہ بچا جسنے دنیا ہی مین سزا نہ پائی ہو اور یزید کی بادشاہت تھوڑے ہی دنون مین مٹ گئی (اسعاف الراغبین) قاتلان امام حسین کی ناک مین زندہ سانپ گھستے اور نکلتے رہے (سر الشہادتین شاہ عبد العزیز)

یوحنا حواری کا ۲ ماتم

تو نے ذبح ہو کر اپنے خون سے ہر ایک قبیلے اور اہل زبان اور امت و قوم مین سے خدا کیواسطے لوگون کو خرید لیا

(مکاشفہ یوحنا باب ۵۔ آیت ۹) اگر تسلیم کیا جاوے کہ مسیح کو صلیب ہوئی تب بھی صلیب کو کسی زبان مین ذبیحہ اور ذبح نہین کہتے بجز اوس ذبیحہ خنجر و شمشیر کے جو ظالمان کے ہاتھ سے ذبح ہوا۔

یوحنا کا ۳ ماتم

دیکھو وہ بادلون کیساتھ آنے والا ہے اور ہر ایک آنکھ اوسے دیکھیگی اور جنہون نے اوسے چھیدا تھا وہ بھی دیکھینگے اور زمین پر کے سارے قبیلے اوسکے سبب چھاتی پیٹینگے۔ بیشک آمین (مکاشفہ باب ۱۔ آیت ۷) زمین کے سارے قبیلونکا چھاتی پیٹنا بجز حسین غریب تاریخ عالم مین کسکے واسطے ہوا اور کون چھیدا گیا۔ اگر عیسیٰ بشرط صحت مصلوب بھی ہوئے تو کسنے چھاتی کوٹی؟ کہان چھاتی کوٹی گئی؟ انجیلونکا ذکر نہین خود عیسائیون نے کس زمانے مین کس ملک مین ماتم برپا کی مجلسین منعقد کین بخلاف امام مظلوم کے دوستونکا کیا ذکر دشمنون نے چھاتی کوٹی اور قیامت تک یہ ماتم برپا رہیگا۔ ابن سعد رویا۔ خود یزید رویا۔ معتضد باللہ رویا (طبری جلد ۱) صالح خلیفہ سفاح کا چچا رویا (مروج الذہب) معاویہ بن یزید بن معاویہ رویا (طبری) بعد شہادت حسین مٹی خون بنی۔ آسمان سے خون برسا غیبی ہاتفون نے مرثیہ پڑھے۔ جنون نے نوحے پڑھے۔ قیامت تک ستر ہزار فرشتے قبر حسینی پر روینگے۔ دو تین مہینہ تک دیوارین خون آلودہ رہین۔ بیت المقدس کے ہر پتھر کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ تین روز تک زمانہ تیرہ و تاریک رہا۔ سورج گرہن لگا۔ دیکھو ان واقعات کی تفصیل کو اسلامی ذیل کی تاریخون مین کامل ابن اثیر، غنیۃ الطالبین، صواعق محرقہ، امالی ثعلبی، ینابیع المودۃ، تفسیر فتح البیان، تاریخ کامل، سر الشہادتین، تحریر الشہادتین، بیہقی، ابن جوزی"

بعد شہادت کون زندہ ہوا اور سب کو دکھائی دیا وہ امام مظلوم ہی تھا۔ شب یازدہم جمال ملعون نے رسولخدا اور فاطمہ زہرا سے باتین کرتے سنا۔ زن خولی نے اپنے گھر مین جناب سیدہ سے سر اقدس کو باتین کرتے سنا۔ اور تلاوت آیہ کہف سر اقدس کی نوک نیزہ پر تمام اہل کوفہ و شام نے سنی۔ اور خود خداوند کریم نے قرآن مجید مین حسین کی زندگی کی خبر دی۔ "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء"

مارڈالے گے مُردہ نہ
سمجھو بلکہ وہ خدا کے پاس زندہ موجود ہیں اور اپنا رزق پاتے ہیں اور جناب زینب
خاتون کا دربار یزید میں اسی آیت کی تلاوت کرنا اور خود یزید کا سکوت سے تصدیق
کرنا (طبری)

خاتم النبین کا ماتم حضرت رسول کا اپنے فرزند کے واقعات شہادت بار بار بیان
فرما کر رونا چند واقعات حسب ذیل ہیں۔

(۱) بعد ولادت امام حسینؑ ام الفضل کا خواب کو بیان کرنا اور امام حسین کو گود میں
رسول خدا کی دینا اور آپکا فرمانا میری امت اسکو قتل کریگی (مشکوۃ شریف جلد ۵ صفحہ ۱۴۲

(۲) رسول خدا نے فرمایا میرا یہ فرزند حسینؑ کربلا کی زمین پر قتل ہوگا (صحیح بخاری معالم
التنزیل بغوی)

(۳) روز عاشورام سلمہ کا خواب رسول کی سر و ریش اقدس پر خاک کا پڑا ہونا اور رونا
(صحیح ترمذی)

(۴) ابن عباس کا بروز عاشورا حضرت رسول خدا کو گریہ و زاری کرتے خواب میں دیکھنا
(صواعق محرقہ تاریخ الخلفاء)

شہادت امام حسینؑ کی اہمیت

نبیوں کا اس واقعہ عظیم کی یادگار قایم کرنا بے سبب نہ تھا وہ سردار روحانی
پیشوائے امت۔ فرزند افضل النبین تھے بیگناہ قتل کئے گئے۔ اسی لیے آثار غضب
الٰہی پیدا ہوئے جو قتل انبیا پر ہمیشہ ظہور میں آتے رہتے تھے دیکھو ہیبل کو لہذا قتل حسینؑ پر
بھی وہی آثار ظہور میں آ دیکھے۔

عام خون ریزی کی ممانعت اے خدا میرے نجات دینے والے خدا مجھے خون کے
گناہ سے رہائی دے (زبور ۵۱۔ آیت ۱۴) تو خون

مت کر (خروج باب ۲۰۔ آیت ۱۳۔ استثنا باب ۵۔ آیت ۱۷) تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے
کہا گیا تھا کہ خون نہ کرو اور جو کوئی خون کریگا وہ عدالت کی سزا کا مستحق ہوگا۔
لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصہ ہوگا وہ عدالت کی سزا کے
لائق ہوگا (متی باب ۵۔ آیت ۲۱۔ ۲۲) آسمانی کتابوں میں سب سے بڑا گناہ قتل
ہے قرآن مجید میں ہے (من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا ابدا)
جسنے جان بوجھ کر مومن کو بے خطا قتل کیا اوسکی جزا ہمیشہ جہنم ہے۔

نبیوں کا قتل پس صوبہ دار اور جو اوسکے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے بھونچال
اور تمام ماجرہ دیکھ کر بہت ڈرے اور بولے بیشک یہ خدا کا بیٹا
تھا (متی باب ۲۷۔ آیت ۵۴) خدا کے نبی کے قتل پر بھونچال اور دیگر انقلابات
نہ ہوں کم ہیں اور اُن کے قاتلوں اور ساتھ دینے والے اور مددگاران قتل
کو کچھ سزا دنیا و آخرت میں ملے کم ہے۔ درحالیکہ مسیح کی فرضی صلیب سے قتل
حسین کی عظمت بدرجہا زاید ہے۔

شہادت امام حسینؑ کا صلیب عیسیٰ سے تقابل

یسوع کی بیقراری کہاں وہ مضطرب و بیقرار خوف جان سے بیتابی ظاہر کرنے
والا جیخ جیخ کر جان دینے والا جو نہ بھوکا تھا نہ پیاسا تھا
نہ بال بچوں والا تھا نہ زخموں سے چور چور تھا پھر بھی موت سے ایسا غمگین تھا
کہ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا مانگنے لگا اور اسکا
پسینہ گویا خون کی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا رہا (لوقا باب ۲۲۔ آیت ۴۴) نہایت
حیران و بیقرار ہونے لگا اور اونے کہا کہ میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک
کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے (مرقس باب ۱۴۔ آیت ۳۴۔ متی باب ۲۶۔ آیت ۳۸) یسوع
کی آخری دعا اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جاوے (متی ۳۹/۲۶) اور
وہ تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو یہ گھڑی مجھ پر سے

ٹل جاوے اور کہا اے باپ تجھ سے سب ہو سکتا ہے اس پیالے کو میرے پاس سے اٹھالے (مرقس ۱۴/۳۶)

حسینؑ کا استقلال

(۱) صغر سنی سے ناناکی زبانی باپ کی زبانی ماں کی زبانی آپ برابر سنتے رہے کہ کربلا کے میدان میں ہو کے پیاسے مع عزیز و اقربا شہید ہوں گے باوجود اس علم و یقین کے یہ ہمت و استقلال کہ مدینہ چلتے وقت ہر ایک سمجھاتا ہے کہ نہ جایئے کم از کم بال بچوں اور عورتوں کو نہ لیجائیے لیکن آپ کس ہمت و استقلال سے اپنے پیروں سے موت کے منہ میں جاتے ہیں آپ کے واسطے بیعت یزید کر لینے میں ہر قسم کا بچاؤ اور راحت و آرام تھا لیکن آپ نے کس جوانمردی سے اوسکے مطالبہ بیعت کو ٹھکرا دیا اور بخوشی جان دیدی۔

(۲) یوم ترویہ ۸ ذی الحجہ ۶۰ھ عام مجمع میں خانہ کعبہ کے سامنے اصحاب کو جمع فرما کر اعلان فرماتے ہیں کہ "خدا کی حمد کرتا ہوں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی قوت نہیں مگر خدا ہی کی قوت ہے۔ قوت کے دائرے سے ابن آدم نہیں نکل سکتا میں اپنے بزرگوں سے ملنے کا اس سے زاید مشتاق ہوں جتنا یعقوب نبی۔ یوسف سے ملنے کے مشتاق تھے خدا نے میرے لئے قتل گاہ مقرر کی ہے جسکی طرف میں جانے والا ہوں۔ اہلبیت خدا کی مرضی پر راضی ہیں اوسکی بلا پر صبر کرینگے اور خدا ہم کو صابروں کا اجر دیگا پس جو اپنی جان اطمنان سے ہمارے لئے دینا چاہے وہ ہمارے ساتھ کوچ کرے اور ہم انشاء اللہ صبح کو یہاں سے کوچ کرنے والے ہیں۔"

(۳) شب عاشور اصحاب کو آپ جمع فرما کر خطبہ پڑھتے ہیں: "میں نے اپنی بیعت تم سب سے اٹھالی رات کے پردے میں جانیں بچا کر جدھر چاہے چلے جاؤ کیونکہ یہ سب صرف میری جان کے خواہاں ہیں تم سے کوئی متعرض نہ ہوگا۔"

(۴) صبح عاشورہ کی دعا۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرماتے ہیں "اے خدا تو ہی ہر مصیبت میں میرا اعتبار ہے تو ہی ہر سختی میں میری امید ہے۔ تو ہی ہر امر

جو پیش آنے والا ہے میرا سہارا ہے۔ بہت سے ایسے غم ہوتے ہیں جن میں دل کمزور ہو جاتا ہے حیلہ و تدبیر کم ہو جاتی ہے۔ دوست بیوفائی کرتے ہیں۔ دشمن شماتت کرتے ہیں۔ میں تیری درگاہ میں انہیں پیش کرتا رہا ہوں اور انکی شکایت تجھی سے کرتا رہا ہوں۔ کیونکہ میری رغبت محض تیری طرف ہے۔ پس تو نے انہیں کھولدیا تو ہی ہر نعمت کا ولی اور ہر نیکی کا صاحب ہے اور ہر رغبت کا انتہا ہے۔"

(۵) تین روز کی بھوک پیاس بے وطنی عورتوں بچوں کا ساتھ اور سر پر یہ ہمت کہ نبیوں کی ہمت جس کے مقابلہ میں پست نظر آوے۔ عیسیٰ خود اپنی جان دینے پر بیقرار مگر حسینؑ اپنی بھائی بھتیجے بھانجے جوان بیٹا شش ماہہ فرزند دوست واحباب کو راہ خدا میں پیش کر رہے ہیں یہ رسول کا زندہ معجزہ ہے جو مسیح کی فرضی صلیب اور جی اٹھنے سے بدرجہا زاید ہے۔

(۶) زخموں سے چور چور ہو کر گھوڑے سے جلتی زمین پر تشریف لاتے ہیں اور وقت ذبح خدا کی یاد ان الفاظ میں فرماتے ہیں "بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملت رسول اللہ خدا کے نام پر اور خدا کی راہ پر اور ملت رسول اللہ پر عالم کے بسنے والو گواہ رہنا میری قربانی خدا کے نام اور اوسکی راہ پر اور ملت رسول کے تحفظ میں پوری ہوئی ہے۔"

انصاف پسندوں بتاؤ عیسیٰ کی صلیب کو اس ذبح عظیم سے کیا نسبت رہ گئی! حسین تو نے اسمٰعیلؑ بلکہ اس شان و شوکت سے جان دیکر شہیدوں کی عزت کو دوبالا کر دیا شہادت میں چار چاند لگا دیے (بابی انت و امی یا ابا عبد اللہ)

مسیحی شاگردوں کی حالت

یہوداہ خود آکر مسیح کو سولی کیلئے پکڑوا دیتے ہیں اور سارے شاگرد چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں (متی باب ۲۶) اور ایک شاگرد جو چادر اپنے ساتھ تھے چادر پھینک کر ننگ دھڑنگ بھاگ جاتے ہیں (مرقس ۱۴/۵۲) پطرس حواری مرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے

تین بار استاد کا انکار کرتے ہیں۔ صبح دم استاد سولی چڑھے گا اور رات بھر شاگرد بھی
نیند سوتے ہیں (مرقس ۱۴ لوقا ۲۲) پطرس صاحب استاد پر لعنت فرماتے اور
یسوع کے پہچاننے سے انکار فرماتے ہیں (مرقس ۱۴) ایسے کیرکٹر کے شاگرد نمبر
مسیحی فخر کرتے اور رسول کے اعمال نامہ کو انجیل کیا تھا بغل میں دبائے پھرتے ہیں۔

حسینؑ کے شاگردوں کی فداکاری

عالم کے فداکاروں کی جانیں نثار اس فداکاری پر کہ شب عاشور امام بیعت کو گردن سے
نکالے لیتا ہے اور جان بچا کر نکل جانے کو فرماتا ہے لیکن وہ باوفا کہتے ہیں "مولا
میری تمنا ہے آپکے قدموں پر جان نثار کروں ہزار بار قتل ہو کر پھر زندہ ہوں تب بھی
یہی آرزو ہو" کوئی کہتا ہے۔ اگر مجھے قتل کر کے جلا دیا جائے اور میری خاک ہوا میں اڑا
دیجائے پھر زندہ ہوں اور پھر اسی طرح سے مارا جاؤں تب بھی آپکا ساتھ
نہ چھوڑوں"
یہانتک کہ ہر ایک دوسرے پر سبقت کر کے جام شہادت نوش فرماوے۔
پھر شہادت امام حسینؑ اپنی تمام خصوصیات و عظمت کے رو سے کیوں نہ مفروضہ
صلیب مسیح سے اہمیت میں بڑھ جاوے اور امتحان جناب ابراہیم سے بھی اس امتحان
کا پایہ کیوں نہ بلند ہو ایک فرزند کے ذبح پر امتحان میں جناب ابراہیمؑ پورے اترے
اور امام حسینؑ بہتر قربانیوں میں ثابت قدم رہے اسی لئے تو وہ ذبح عظیم کے جانے
کے مستحق ہوئے اور ہم بھی اسے ادھر ہی ختم کیا ایک اور اہم تاریخی بحث کو چھیڑنا چاہتے
ہیں جس سے عظمت اس قربانی کی معلوم ہو۔

حسینؑ ذبح عظیم ہیں

توریت میں ہے کہ اون باتوں کے بعد یوں ہوا کہ خدا نے ابراہام کو آزمایا اور
اوس سے کہا کہ اے ابراہام وہ بولا کہ دیکھ میں حاضر ہوں تب اوسنے کہا کہ تو اپنے

بیٹے ہاں اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے اسحاق کو لے اور زمین موریاہ
میں جا اور اوسے وہاں پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤنگا
سوختنی قربانی کے لئے چڑھا (پیدائش باب ۲۲۔ آیت ۱ و ۲) توریت میں اس واقعہ
ذبح کو حضرت اسحاق سے متعلق کیا ہے اور یہ کھلی ہوئی تحریف ہے جسکو خود فقرات
توریت کے بتاتے ہیں۔
اسحاق ابراہیمؑ کے اکلوتے بیٹے نہ تھے بلکہ قبل ولادت اسحاقؑ حضرت
اسماعیلؑ ہی اکلوتے بیٹے تھے اور بحکم خدا وہی تیری نسل ہے (پیدائش باب ۲۱
آیت ۱۲) حضرت اسماعیلؑ حضرت ابراہیمؑ کے ویسے ہی بیٹے تھے جیسے حضرت
اسحاقؑ توریت نے جابجا اسکا ذکر کیا ہے دیکھو "تب ابراہیم جان بحق ہوا اور
اچھی عمر درازی میں بوڑھا اور آسودہ ہو کے مرا اور اپنے لوگوں میں جا ملا اور اس کے
بیٹے اسحاقؑ اور اسماعیلؑ نے مکفیلہ کے مغارے میں حتی صحر کے بیٹے عفرون کے
کھیت جو ممرے کے آگے ہے اوسے گاڑا (پیدائش باب ۲۵۔ آیت ۸ و ۹) اور
ابراہیمؑ کے بیٹے اسماعیلؑ کا جسے سرہ کی لونڈی مصری ہاجرہ ابراہام کیلئے
جنی تھی یہ نسب نامہ ہے (پیدائش باب ۲۵۔ آیت ۱۲) اب بتاؤ کہ ان بیانات
کے بعد اسحاق کا اکلوتا بیٹا ہونا الحاقی اور غلط ہے یا نہیں۔
اکلوتا بیٹا کہنے سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اوس وقت ہوا تھا جبوقت حضرت
اسحاق کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی اور یہ یہودیوں یا عیسائیوں نے نام میں تبدیلی
کی ہے اور تائید اسکی اوس مقام کے نام سے ہوئی ہے جو ذبح کے لئے معین
ہوا تھا یعنی زمین "موریاہ" عربی توریت میں بجائے اس نام کے "ارض الرؤیا"
ہے اور توریت سامری کے عربی ترجمہ میں ہے "ارض المختارة والمشدة"
محققین مسیحی نے بھی ہماری تائید کی ہے (بائیبل سائیکلوپیڈیا جلد ۴ صفحہ ۲۴۰) یعنی
یہ کہ بیت المقدس میں اس واقعہ کا ہونا مشکل ہے توریت سامری کی پیدائش
باب ۲۲۔ آیت ۲) میں بجائے "موریا" کے سرزمین "مرہ" لکھا ہے جیسا کہ ترجمہ

عرضِ مدعا

باسمہٖ سبحانہٗ

"بیبیوں کا ماتم"

دار التبلیغ لکھنؤ کی جدید کاوش یہ مضمون قارئین کی خدمت میں پیش ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد مقدس بیبیوں نے حسین کے خون کی داستان کو یاد کر کے گریہ و بکا سے عالم امکان میں ہمیشہ مجلس ماتم قائم کی۔ ان کا مدلل و مفصل تاریخی ثبوت دار التبلیغ کو اس کتاب کے پیش کرنے کا سلسلہ فخر ہے یہ ایک فخر ملت کی تحقیق ہے جن کا اسم گرامی الحکیم العلامہ الہندی کی معرفت سے یاد کیا ہے اس سے قبل حالات شہادت امام مظلوم جناب علامہ نے تاریخ کا خون یعنی حالات شہادت امام حسین علیہ السلام اردو میں تحریر فرمایا تھا کہ ۵ محرم ۱۹۳۵ء دار التبلیغ سے ہر سال ہزار چھپا گیا اور عالیجناب مرزا عباس حسین صاحب ایم اے بی ٹی پرنسپل نے تاریخ کا انگریزی میں ترجمہ فرمایا جس کی چار کتابیں عنایت حسین جناب حاجی ... مفید کر کے دی گئی ... اپنے ... مالک ... رکھا جا سکے ...

دی۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ دار التبلیغ جناب مصنف علام و جناب مترجم و جناب ناظر کی ہمیشہ شکر گزار رہے گی کاش ارباب ثروت اسی طرح علمی خدمت میں دین علم پر توجہ فرماتے تو آج اسلامی کارناموں سے بچہ بچہ آگاہ ہو جاتا۔ تمام حیرت اور عبرت کی بات ہے کہ ... ذریعہ ملت علوم اسلامی و حالات رہبران اسلام کی نشر و اشاعت میں دینی امداد اور دار التبلیغ لکھنؤ جلد از جلد اپنا ... ورنہ وہ ... دکھا چکے ہزاروں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں دار التبلیغ کے مصنفات کو طبع کر کے تمام دنیا میں مفت تقسیم کر سکے جس سے اسلام کا ... مصنف علامہ ... فلسفۃ الاسلام ... جلدیں ... ترجمے شائع کرنے کے لئے ... جس کی منجملہ اشاعت ۱۲ جلدیں ... ہیں!

(۱) فلسفۃ الاسلام کون و فساد برکلے اسپنسر اور نیوٹن کے اقوال کی جانچ۔
(۲) فلسفۃ الاسلام خواص طبعی مادہ کے۔ (۳) فلسفۃ الاسلام علم ہیئت۔
(۴) فلسفۃ الاسلام جیالوجی۔ (۵) فلسفۃ الاسلام جغرافیہ طبعی۔
(۶) فلسفۃ الاسلام کیمسٹری (اسکا انگریزی ترجمہ بھی موجود ہے۔)
(۷) فلسفۃ الاسلام علم المناظر (۸) فلسفۃ الاسلام علم آواز۔
(۹) فلسفۃ الاسلام الکٹریسٹی۔ (۱۰) فلسفۃ الاسلام بناتہ الحیوانات۔
(۱۱) فلسفۃ الاسلام مورفولوجیا (۱۲) فلسفۃ الاسلام سوشالوجی۔

وما علینا الا البلاغ

سید محمد سکریٹری دار التبلیغ ڈیوڑھی آغا میر لکھنؤ!

جنوری ۱۹۳۶ء

شکریہ

اس رسالہ کی اردو طباعت ہین ہم عالیجناب سرکار حاجی سید ناصر علی خان صاحب دام اقبالہ رئیس جانسٹھ کا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے اپنے مصارف سے طبع فرمایا۔

اور ساتھی ہم شکر گزار ہین عالیجناب پروفیسر سید اکبر علی صاحب ایم۔اے۔ بی۔ٹی۔ کے جنہون نے کمال توجہ اور محنت سے اس کا انگریزی ترجمہ دلمیا اور حضور سرکار والا تبار خان بہادر چودھری ارشاد حسین صاحب دام اقبالہ رئیس اعظم رودولی ضلع بارہ بنکی جنہون نے اپنی مالی امداد سے طبع کرانے کا حکم دیا جو زیر طبع ہے اور انشاء اللہ عنقریب شایع ہو کر یورپ وغیرہ ہین مفت بھیجا جائیگا۔

فجزاھم اللہ خیر الجزاء

سید محمد سکریٹری دار التبلیغ ڈیوڑھی آغا میر کوٹھی تحسین لکھنؤ